اللہ یجتبی الیہ من یشاء و یهدی الیہ من ینیب
الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب ہدایت انتساب از تصانیف مقتدائے آفاقی حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ اعنی
غذائے روح
سنہ ۱۳۲۱ھ
۱۹۰۳ء
بتصحیح تام و باہتمام بندۂ مستہام محمد عبد الاحد عفا اللہ عنہ الصمد بماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۱ھ
در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کر ... حمد و ثنا اُس ذات کی / کن سے پیدا جس نے موجودات کی
... ہو حمد کب / جلوہ گر ہے جس سے موجودات سب
قدرتِ حق یہ ہے جس سے دو جہان / ہو گئے دو حرف سے کن کے عیان
حکم کاف و نون کے ہوتے ہی ہوا / کن سے یہ کونین کا نقشہ بپا
ہے منزہ وہ تو از کون و مکان / اُسکے پرا و صافِ قدرت ہیں عیان
یا الٰہی تو ہے بیچون و چگون / راہ اپنی کا ... مرا ہو رہنمون
ہے تو ہی پروردگار دو جہان / ہے تو ہی پیدا کنندہ انس و جان
خوان الوان عام ہے سب پر تیرا / شکر احسان پر کرون تیری سدا
ہم سے طاعت کب تیری آوے بجا / ہان مگر ہو لطف کچھہ ہمپر ترا
تجکو جو لائق ہے طاعت اے خدا / ہووے شاید جب کسی سے کچھہ ادا

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

نام پیغمبر سے اسے امداد آ / ... کام و زبان شیرین ذرا
نام پاک اُن کا ہے احمد مجتبےٰ / ... ان وہ مقبولِ جنابِ کبریا

کس سے ہووے نعت ختم المرسلین
جز بذات پاک رب العالمین

ذات احمد ہے وہ بحر بیکران
جسکا اک قطرہ ہے یہ کون و مکان

ذات پاک احمد ہے والشمس و ضحےٰ
جس کے یہ ذرے ہین سارے اولیا

ہے سزاوار اوس کو تاج سروری
زیب اوسے ہے خلعت پیغمبری

سرور عالم محمد شاہ دین
پیشوائے اولین و آخرین

حکم اون کا ہے جہان مین سر بسر
وہ یہان آئے ہین سب سے پیشتر

ذات پاک اُنکی نہ پیدا ہوتی گر
ہوتے کب ارض و سما جن و بشر

اوسپہ پڑہ امداد تو لاکہون صلواۃ
تجکو ہو جس کی شفاعت سے نجات

آل اور اصحاب جتنے ہین تمام
پڑہ تو اُنپر سو درود اور سو سلام

مدح مبارک ہر چہار خلیفہ و دیگر اصحاب صلعم رضی اللہ عنہم

شہسواران جہان مردان دین
چار یار مصطفیٰ اہل یقین

آولا بو بکر صدیق اہل دین
[illegible] عمر والا یقین

تیسرے عثمان با حلم و حیا
چوتھے ہین حضرت علی شیر خدا

اور سب اصحاب اوسکے ذی علوم
ہین ہدایت کے فلک پر وے نجوم

صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا
ہے انہین چارون سے دین کو ارتقا

اُن سے راضی ہے خدا لئے دوسرا
اور خوش ہین اون سے حضرت مصطفیٰ

تو بھی جان و دل سے لے امداد اب
رہ فدا اُن پر سدا ہر روز و شب

جو کوئی بد اعتقاد ان سے ہوا
سو ہے وہ مردود جناب کبریا

اس داستان مین تبرکاً بیان حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشائخ والاولیا حضرت مولانا و اولانا قطب میان دو آب نور الاسلام حضرت خداوند م میانجیو نور محمد جھنجانوی

لوہاروی نور اللہ مرقدہٗ و روح اللہ روحہ العریض قدس سرہٗ العزیز

نام سے مرشد کے اے امداد آ
سرور عالم شہ دنیا و دین
ماہی دریائے توحید خدا
واقف اسرار حق دانائے راز
شاہِ دین سر خیل جملہ اولیا
پیشوائے شاہ شاہانِ جہان
رہنمائے زبدۂ ارباب علم
حامیِ دین متین خیر الامم
اختر چرخ ہدا ماہ عطا
قبلۂ ارباب و اصحاب یقین
اور مرے سے دو جہان ہے
حضرتِ نور محمد اولیا
ہین وہ بیشک مظہر انوار حق
دیکھ ٹک جلوہ ذرا اس نور کا
سارے عالم پر ہے اسکا پرتوا
جس کے سر پر خاص سایہ اسکا ہو
خاص جلوہ کی چمک جس پر پڑی
چشم رحمت سے نظر جسپر کرے
پرتو اُس نور کا جسپہ پڑا
پرتو ونکا اُس کے کیا ہووے بیان
آگے اُنکے ذرہ ہے ذرہ مثال
کیونکہ ہین یہ سبکے سب خورشید جان

دے زبانِ دل کو اب کچھ ذائقہ
عاشق و معشوق رب العالمین
مظہر حق مصدر سر خفا
بے نیاز عالم سے حق سے بانیاز
تاج بخشِ اصفیا و اتقیا
مقتدائے جان جانانِ جہان
رہبر ہر قدوۂ اصحاب علم
دافع بدعات و کین کفر و ظلم
بحر علم معرفت نجم الہدا
کعبۂ عبّاد زہّاد اہل دین
حضرتِ نور محمد نیک پے
پیر و مرشد ہین مرے اور رہنما
سر سے پا تک مصدر انوار حق
جس سے ہے پرنور یہ دو نوسرا
کونسی جا وہ نہین جلوہ نما
ملک غیبی کا ہوا سلطان وہ
چرخ غیبی کا ہوا ماہ جلی
قطرہ سے دریا ہو وہ پل مارتے
ہوگیا ذرہ سے خورشید ضیا
ہے ہر اک ان مین سے خورشید جہان
ہے یہ خورشید فلک بے قیل و قال
اور یہ ہے آفتابِ آسمان

اس مین اس مین فرق ہے بس بیشمار
روشنی سے اسکے ہو دنیا کا کار
دیکھ لے ہے چشم دل کی کھولکر
چاہیے تجکو اگر وصل خدا
عکس سے اس نور کے تا اے پسر
الغرض جو راہ جو [illegible] ہے
گرچہ یہان سے [illegible] ال
بالیقین سو چند اس سے ہے نور ضیا
ان تو بیشک وہ سراسر نور ہے
سال تاریخ و تولد اور وفات
جب ہوا پیدا وہ نور معرفت
ہجرت نبوی کا ای فرخندہ فال
بارہ سو انسٹھ مین کر کے انتقال ۱۲۵۹
جس کو ہووے شوق دیدار خدا
مولد و مرقد شریف ان کا پسر
گر نہ آوے تجکو کوری سے نظر
شہر جھنجانہ ہے اک جاے ہدا
مولد پاک آپ کا ہے اور مزار
متصل اس شہر کے اے نیکنام
سید محمود ہے نام شریف
پاس اس مرقد کے قبلہ رخ بنی
اس جگہہ ہے مرقد پاک جناب
اعتقاد دل سے جو جاوے وہان

اس سے حاصل کار غیر اور اس سے یار
نور سے ان کے ہو حاصل رہے یار
ہر جگہہ نور محمد جلوہ گر
سایۂ نور محمد مین تو آ
روے جانان پر پڑے تیری نظر
جا قدم لے دوڑ تیرے پیر کے
فیض باطن ہے وے ان کا بحال
کیونکہ پردہ جسم کا بہی اوٹہہ گیا
نور ہے سایہ سے بالکل دور ہے
اون کی دو نو مجہسے سن ای نیک ذات
شبلی دوران ادہم کی صفت
بارہ سو پر تہا زیادہ ایک سال
اس جہان سے جا ملے باذوالجلال
ان کے مرقد کی کرے زیارت وہ جا
خلق مین روشن ہے جون شمس و قمر
پوچہہ لے مجہسے تو اب اے بیخبر
مسکن و ماوا ہے اس جا آپ کا
اس جگہہ تو جان لے اے ہوشیار
ہے عجب دل چسپ درگاہ امام
ہے مکان وہ بس عجیب و بس لطیف
ہے زیارت گاہ میرے پیر کی
سر جہکاتے ہین جہان سب شیخ و شاب
اوسپہ سب اسرار باطن ہون عیان

دیکھتے ہی اُس کے مجکو ہے یقین
کرتے ہی زیارت مزار پاک کی
کیون پھرے ہے جابجا سرمار تا
جو نہو قدرت تجھے اُس نور تک
ہین بہت اُنکے خلیفہ اور مرید
ہین مُرید اور طالب اُن کے بیشمار
لیکہ اُن کا مرتبہ دیکھے ہے وہ
اُن کا رتبہ کب تجھے آوے نظر
القصہ گر تجکو اب منظور ہے
طالب صادق ہے جو تو اے میان
راہ حق تجکو اگر مطلوب ہے
ہین خلیفہ آپ کے چند ایک اُن
فیض اُن کا عام ہے اک خلق پر
صحبت اُنکی جان پارس لے تو تا
ہے نگہ ہین اسقدر اُن کی اثر
دیکھتے ہی اُنکے دم ہین لے اُٹھی
اسطرح کے چھوڑکر ہر دان سرد
ہین خلیفہ اُن کے گرچہ بے شمار
اُن مین سے دو شخص ہین اہل ہدا
نیر برج کرم ماہ عطا
صاحب ارشاد تلقین و ہدا
عالم و زاہد ولی اکمل مقام
یعنے ہین حافظ محمد شاہ صاحب اب

اُس کو ہو دیدار رب العالمین
ہووین ظاہر اُسپہ اسرار خفی
سایۂ نور محمد مین تو آ
اُس کے خلفا کے تو جا دامن سے لگ
پا سکے ہے اُنکو کب تو اے سعید
جنکی برکت ہے جہان مین آشکار
چشم بینا دل مصفا جس کے ہو
ہو رہا ہے تو تو بالکل بے بصر
دون پتا بعضون کا ان مین سے تجھے
دون بتا خانہ کا ہین اُنکے نشان
قصبۂ تھانہ بہون کی راہ لے
نور سے جنکے ہے روشن سب جہان
چھوڑ گھر اور جلد لے جا اُن کا در
جنکے ملنے سے ہو مس خالص طلا
سنگریزے جس سے ہون رشک قمر
سو برس کا بت پرست ہووے ولی
چھانتا پھرتا ہے کیون عالم مین گرد
لیکہ اُن مین سے ہین دو اعلی وقار
ماہ برج معرفت شمس الضحے
گوہر درج نعم بحر سخا
عاشق حق نائب خیر الورا
متقی و پارسا و نیکنام
فیض کی طالب ہے جنسے خلق سب

دوسرے شیخ محمد مولوی
علم و زہد اُن کا ہے عالم پر جلی

بحر ہے مواج دونو علم کا
ظاہری و باطنی با اہتدا

وصف اُن کا ہو سکے کس سے ادا
بحر عرفان کے ہین دونو آشنا

مجمع البحرین ہین عرفان کے
جنسے باغ دوجہان سرسبز ہے

دیکھنے کو حق کے یہ آنکھین ہین دو
بے حجاب ہو دیکھہ اِن سے یار کو

دیکھنے کو مصحف رخسار جان
چشمۂ عینک ہین دونو ایکسان

مُلک غیبی کے ہین دو شمس و قمر
نور سے دیکھہ اُن کی روئے سیمبر

شمع دو ہاتھوں مین دیدی ہین تیرے
راہ سیدھی آپ تو اب دیکھہ لے

اُسپہ بھی پہر تو اگر اندھا رہے
قعر گمراہی مین بیشک جا پڑے

مناجات بجناب باری تعالےٰ

اُنکی برکت سے مجھے بھی یا خدا
اپنے کوچہ کا ذرا رستہ بتا

ساتھ کا میرے ہر اک واصل ہوا
کوئے فرقت مین رہا مین ہی پڑا

مین بھی تو اُس نور کا سایہ ہون آہ
درد مجکو ڈالکر مت کر تباہ

گرچہ نالائق ہون بدکار اور بُرا
کفش بردار ہون مگر اُس نور کا

نیک ہون یا بد بہلا ہون یا بُرا
تیرا کہلا کے کہان جاؤن خدا

مت اُٹھا ذلت سے اِس در سے کہین
دوسرا در مجکو اب ملتا نہین

اپنی رحمت سے بلا یا دور کر
چہوڑون گا کبھی مین تیرا در

مجھسے ہین بندے ترے بے انتہا
پر نہ مجھکو تجھہ سوا ہے دوسرا

دیکے عزت پہر مجھے مت کر تو خوار
اور نہ کر ذلت گنہ سے شرمسار

مت مسلط مجھپہ کر شیطان و نفس
ہاتھ سے تیرے ہو بہلا اور بس

تجھسے ہی شرمندگی بس ہے مجھے
پر نکر شرمندہ آگے اور کے

شامتِ اعمال سے اپنے مگر
ایک مدت تک رہا ہین دور تر

ہو کے قائل اپنی تقصیرات سے
اب جو آیا ہون تو مجکو بخشدے

کیا کرون مین عذر تقصیرات کا
تیرے آگے عجز وزاری کے سوا

آہ وزاری سے اٹھا دست دعا
مانگتا ہون تجھسے تجکو اے خدا

تجکو ہی تجھسے طلب کرتا ہون مین
اور کی خواہش نہ اب کرتا ہون مین

نے گدائی تاجداری چاہیئے
پر ترے کوچہ کی خواری چاہیئے

کر مجھے یون اپنی الفت سے تو مست
جسنے ہووین سب خیال غیر پست

دے مجھے اب ہوش یارب اسقدر
تجھپہ دیوانہ رہون آٹھون پہر

ذکر ہوے تو ترا ہوے سدا
فکر ہوے تو ترا ہووے سدا

غیر تیرے جو ہو دل سے دور ہو
تیری الفت سے یہ دل معمور ہو

فکر باطل دل سے میرے دور کر
مظہر انوار سے پر نور کر

دے تڑپ ایسی تو اپنے عشق کی
ایک دم آرام نے پاون کبھی

مشتغل ہووے درد و غم کے جام سے
ایک دن بیٹھون نہ مین آرام سے

درد و غم کر اسقدر یارب عطا
جو کہ دیکھے مجکو دے آنسو بہا

سینہ بریان چشم گریان جان بلب
عشق مین کھینچون سدا رنج و تعب

کر عنایت بیخودی اب مجکو دو
آپکو کھو کر مین پاؤن آپ کو

درد الفت دے وہ اب دلکو مرے
درد میرے کو دوا ہو درد سے

خاک راہ دردمندان کر مجھے
جان بریان چشم گریان کر مجھے

دے وہ گریہ کو مرے شور اے غفور
جس سے ہو جا چشم طوفان کا تنور

تاکہ کردون غرق اس مین غیر کو
ماسوا دلبر کے جو کچھ ہو سو ہو

کر عطا ایسی طپش دلکو مرے
ماسوا جانان کے سبکو پھونکدے

داغ دل سے کر مجھے باغ بہار
تاکہ آوے سیر کو وہ گلعذار

خانہ دل کو میرے ویران کر
گنج الفت اس مین بھردے سربسر

رنگ غیر آئینہ دل سے دور کر
تاکہ دیکھون اس مین روے سیمبر

دام الفت مین پہنسا کر جلد تر
دو جہان کی قید سے آزاد کر

جام وحدت سے مجھے یون مست کر
حرف غیریت کا ہو دل سے بدر

دوست سے کر پر مرا یون سحم پوست
پوست سے باہر نہ نکلے غیر دوست

دے رہائی مجکو یارب آپ سے
آپ کو اپنے مین پاؤن آپ سے

کر جگہہ دلبر کی یون دل مین مرے
غیر کی اُس مین نہ گنجایش رہے

ہر رگ وپے مین سماوے عشق جان
دور ہو حرف دوئی از درمیان

تا کہ من کا مرض دل سے دور ہو
تو ہی تو باقی رہے تن نور ہو

اس مین بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا وہادینا ومرشدنا قطب میان دو آب نور الاسلام حضرت خدا وندم مولوی نور محمد قدس سرہ کا کہ اوپر مجھہ ناکار بیچارہ بدراہ روسیاہ امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ نانوتوی کے

جلوۂ نور محمد نے اب آ
دو جہان سے مجکو فارغ کر دیا

خود دکہا برق تجلی کا جلال
خرمن تن مین مرے دی آگ ڈال

دیکہکر اُس شعلہ رو کی بہار
ہر بن موسی مرے نکلے شرار

اُن شرارون کو اجازت دون اگر
خاک کر دین ماسوا کو پہونک کر

دیکہتے ہی لالہ رخ کی بہبن
داغ دل سے ہو گیا باغ وچمن

پہنسکر اُسکی زلف مین امداد مین
دونون عالم سے ہوا آزاد مین

تہی شب معراج نے وہ زلف تہی
جو تجلی پائی اُس مین نور کی

بحر عرفان لطف سے اُس نور کے
موجزن امداد کے سینہ مین ہے

ایک چشمہ بہی جو اس سے کہولدون
غرق اُس مین دونون عالم کو کرون

اک حباب اُس بحر کا ہے یہ سما
ایک ذرہ ہے یہ خور اُس نور کا

گر دکہاؤن اُس کا درخشا ہوار
دو جہان کو اُس پہ کر ڈالون نثار

جو دکہاؤن اُس تجلی کی چمک
پہونکدے ماہی سے لیکر ماہ تک

یہ رہے نہ وہ رہے نے مین نہ تو — تو ہی تو باقی رہے خود ہو ہی ہو

بل نہ حرف ہو رہے پھر جان تو — ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو

اس جگہ خاموش رہنا چاہیئے — سر باطن مت زبان پر لائے

رکھہ قدم امداد اس جا تہام تہام — غور فہم عام پر کر والسلام

لطف و احسان اسکا لکھہ سکتا ہی کب — سر قلم کا بھی قلم اس جا ہے اب

دیکھہ یہان مت مار دم امداد اب — بندہ ہو کر حق سے کر حق کو طلب

ذوق شوق محبت آلہی کے بیان مین

اے خدا کے مالک ہر دوسرا — درد فرقت سے میرا دل ہے بھرا

تیری دوری سے بہت بیتاب ہون — رنگ پر چون ماہی بے آب ہون

بیقراری ہے بہت اے کبریا — ڈھونڈھے مجکو کہان جاؤن بتا

تو ہی بتلا آپ اپنی مجکو راہ — جس سے پہنچون تجھہ تلک اے بادشاہ

بن بلائے تیرے اے شاہ جہان — تجھہ تلک مین پہنچ سکتا ہون کہان

واسطے اپنے ذرا صورت دکھا — تاکہ جی قید دوئی سے چھوٹ جا

اس دوئی نے کر دیا دور اسقدر — آپکی بھی مین نہین رکھتا خبر

بحر وحدت سے مجھے لا کر یہان — ڈالا یون کثرت مین اے جان جہان

دور کر کے مجھسے کثرت کے حجاب — جلوہ وحدت دکہا مجکو شتاب

تاکہ قید ما و من سے چھوٹ کر — اصل سے اپنی کہین پاؤن خبر

پھر مین اپنا اُس کو کرکے راہبر — تجھہ تلک پہنچون کہین اے باخبر

وہ بھی تو اک وقت تہا ای کبریا — جز وجود پاک کے کوئی نتھا

بحر وحدت مین یہ جان تہی غوطہ زن — کچھہ دوئی کا تہا نہ وہان رنج و محن

ملک مین ہستی کے اے امداد آ — گم کیا ہے آپ کو تو نے بہلا

قید ہستی مین پہنسا تو اسقدر — اصل کی اپنی نہین تجھکو خبر

عہد و پیمان جو کئے تھے تو نے وہان — کچھہ بھی اُن سے یاد رکھتا ہے یہان

عہد و پیمان توڑ کر اے بے وفا | راہ سے بے راہ تو اب ہو گیا
جس لئے پیدا کیا تھا تجکو یار | وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار

بہائی نے یہ مضمون کتاب نان و حلوا کا کہ تصنیف بہاء الدین عاملی کی ہے جو مطابق اپنی [illegible]

سن تو اے شکنندہ راہ قدیم | اور اے گم کردہ راہ مستقیم
گوش جان سے سن تو بلبل ہے ذرا | یار کی باتون سے یہ کہنی ہے کیا
ہے یہ بلبل یار کے گلزار کی | پوچھ باتین اس سے اس دلدار کی
آفرین اے بلبل بستان جان | کہہ مرے دلدار کی تو داستان
آفرین اے بلبل دستان حی | آفرین اے قاصد بستان حے
قاصدا جلدی خبر مجکو سنا | کہتا ہے حق مین مرے کیا دلربا
مجھسے راضی بھی ہے وہ دلبر بتا | اور مائل بھی ہے کچھ سوے وفا
یا ہمیشہ ہجر پر مسرور ہے | سچ بتا جو کچھ اسے منظور ہے
آفرین اے پیک فرخ فال مین | آفرین اے مایۂ اقبال مین
آفرین اے بلبل خوشخوان تجھے | ماسوا سے کر دیا فارغ مجھے
ہین نوائین کیا تری آتش بھری | آگ جس سے یون مرے دل مین لگی
سوز دل سے مرے باآہ و فغان | ہر بن مو سے نکلتا ہے دھوان
آفرین اے ہدہد شہر سبا | آفرین اے قاصد ان دلربا
آفرین اے طوطی شکر شکن | تجھ پہ ہو قربان میرا جان و تن
کہہ تو پھر مجھ سے ذرا حال صنم | لیگیا تحقیق دل سے رنج و غم
نجد کے یارون کی دے مجکو خبر | تاکہ ہو وین مست سب دیوار و در
پھر سنا پھر خدا اے نامہ بر | زمزمہ خفیف و منا سے کچھ خبر
ہے دل و جان دونون غم مین مبتلا | تاکہ چھوٹین سنکے حال دلربا
مسکن و ماوی سے پہر میرے ذرا | دے خبر پھر خدا پھر خدا
پھر تو کہہ کچھ یار بے پرواہ سے | کس لئے مجھسے وہ اب ناراض ہے

کیون خفا مجھسے ہوا وہ بے سبب / عہد و پیمان توڑے کیون یکلخت سب

کہہ ذرا بہر خدا اک حرف تو / از زبان آن نگار تند خو

جس سے ہو تسکین کچھہ دل کو مرے / وہ بیان کر مجھسے ہون قربان ترے

ایکدن وہ تہا کہ ہم اور وہ صنم / مثل بوی و گل تھے آپس مین بہم

ایک دن وہ تہا کہ ہم سے دلربا / گاہ خوش ہوتا تہا اور گاہے خفا

خوش وہ دوران تھا کہ گاہے از کرم / مارتے راہ وفا مین تھے قدم

خوش زمانہ تھا کہ اس ہجران مین / مجھپہ جو جو گذرے تھا اُس آن مین

پھرتا تھا صحرا بہ صحرا کو بہ کو / اپنے اُس دلبر کی کرتا جستجو

آخرش ایک شب بصد رنج و الم / مین کرون تھا گوشہ مین یاد صنم

سر بزانوی غم سے اُسکے بیٹھ کر / کھینچتا تھا دل سے آہ پر شرر

جان لبون پر حسرت گفتار سے / دل بھرا نومیدی دیدار سے

وہ قیامت قامت پیمان شکن / آفت دوران بلاے مرد و زن

فتنہ ایام آشوب زمان / خانہ سوز صد چو من بے خانمان

دیکھتا کیا ہون کہ وہ مہر منیر / خود بخود ہوتا ہے یہان رونق پذیر

ناگہان در سے مرے وہ بے حجاب / لب گزان ڈالے ہوے رخ سے نقاب

زلف مشکین دوش پر ڈالے ہوئے / اور نگہ سے کار عالم کا کیئے

بے محابا پاس میرے آن کر / پوچھنے مجھسے لگا وہ باخبر

یہ کہہ اے شیدا دل محزون مرے / وے بلاکش عاشق مفتون مرے

آتش فرقت مین تیرے دل کا حال / کیا ہے کچھہ تو مُنہ سے تو اپنے نکال

مین کہا اُس سے قسم اللہ کی / جان اب مجھہ مین نہ کچھہ طاقت رہی

بیٹھکر اک دم سر بالین پہ / اُٹھ گیا بے ساختہ وہ باخبر

ساتھ اپنے لے گیا وہ خود پرست / عقل و دین میرا وہ سارا ایک لخت

مین نے اُس سے کہا اے خوش ادا / پھر مین دیکھون گا تجھے کب یہ بتا

یہ لگا کہنے مجھے دیکھے گا تو | خواب مین اپنے پر آدھی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تأسف اور ندامت کے اور صرف کرنے عمر کے بیچ اُس چیز کے کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنون اور غرض قول نبی صلعم کے کہ سور المومنین شفاء یعنے جھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گذری ساری قیل و قال مین | پہنس رہے غفلت سے اس جنجال مین
اے ندیم اب بہر حق اوٹھ تو سہی | کچھہ نہین طاقت ہے اب مجکو رہی
اے ندیم اب کفش پا سے دور کر | پھر موسیٰ ہے وہ آتش جلوہ گر
دے مجھے اب وہ شراب شعلہ زن | جس سے جلکر خاک ہو تن اور بدن
اور پلا جلدی سے وہ مجکو شراب | غیر حق ہو جس سے جلکر سب کباب
وہ شراب اب مجکو دے اے تو لبیب | راہ پر ہو جو کہ در راہ حبیب
دے شراب ایسی مجھے اب جلد تر | مست ہون پینے سے جسکے اسقدر
جس طرف دیکھون اُٹھا کر کے نظر | کچھہ نہ آوے غیر دلبر کے نظر
وہ پلا مجھکو تو اب بہر خدا | تا کہ فارغ ہون ز قید ما سوا
اور مئی خمر الحنا ہے لاؤ تم | چھوڑ پیالون کو لگا دو منہ سے خم
اُٹھہ توجہ کر ذرا بہر خدا | کرتا ہے تسبیح اُس کی دل مرا
خوف مت کر ابتو اے صاحب شعور | کیونکہ ہے اللہ تو رب غفور
تنگ ہے افسوس وقت عمر اب | حیف ہے صد حیف کھوئی عمر سب
آہ صد افسوس یہ عمر عزیز | کھوئی اپنے ہاتھہ سے ہو بی تمیز
علم رسمی دور کر مجھسے اخی | عمر علم رسم مین گذری مری
علم رسمی سارا قیل قال ہے | اُس سے کچھہ حاصل نہ خط اور خال ہے
دل کو کرتا ہے یہ مردے سے بتر | کچھہ نہین حاصل ہے اس سے خیر خطر
طبع کو افسردگی بخشے مدام | مولوی باور نہ کہیے پھر کلام

علم کان بر تن زنی مارے بود — علم کان بر دل زنی یارے بود
خرچ تو نے علم گر تن پر کیا — ہوگیا حق مین وہ تیرے اژدہا
علم سے کرلے صفائی دل کی یار — ہے وہی پھر تیرا یار و غمگسار
علم حق ہے جان علم عاشقی — باقی ہے مکر ابلیس شقی
عاشقی کا علم حق ہے اور درست — اور سوا اسکے ہین سارے علم سست
جسکے دل مین ہو نہ الفت یار کی — ہے بلاشک وہ تو قابل مار کی
ہو نہ جس دل مین محبت کا اثر — ہے خدا کی مار اُس پہ بیشتر
جسکے دل مین ہو نہ مہر گلرخان — کہنہ انبان ہے وہ پر از استخوان
راز باطن اس سے کب تجھپہ ہو باز — گو تو ہی شاگرد ہون سو فخر راز
علم رسمی گو تو کیساہی پڑھے — راز باطن اس سے کب تجھپر کھلے
جو کوئی قربان نہووے یار پر — اُس کا لائق ہے جدا ہو تن سے سر
جو نہووے مبتلائے ماہ رو — نام اُسکا لوح انسانی سے دھو
جس کسی کے ہو نہ دل مین مہر یار — اُسپہ لائق ہے کہ ہو پالانکا بار
الغرض اس علم رسمی مین اخی — کھوچکا تو عمر اپنے کام کی
علم دین ہے فقہ تفسیر و حدیث — جو سوا اس کے پڑھے ہو وہ خبیث
عمر سے تیرے کوئی پوچھے اگر — سات دن باقی ہین اس مین شک نکر
سُن تو اس ہفتہ مین اے مرد خدا — اب پڑھیگا علم بتلا کونسا
فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم — ہندسہ یا رمل یا اعداد شوم
یہ علوم اور یہ خیالات صور — فضلۂ شیطان ہے یہ سنگ پر
جو ہو دل خالی ز عشق دلبران — سنگ استنجاء شیطان اسکو جان
دل کو علم عشق سے خالی اگر — رکھتا ہے اے بے حیا ٹک غور کر
سنگ استنجاء شیطان ہے وہ دل — دل نہین پر ہے سرشت آب و گل
حیف ہے رکھتا ہے جو تو اے دغل — سنگ استنجاء دیوان در بغل

لوح دل سے فضلۂ شیطاں دھو — اے مدرس درس عشق ہم بگو
چند خوانی حکمت یونانیان — حکمت ایمانیان را ہم بخوان
پڑھ چکا تو حکمت یونانیاں — حکمت ایمانیوں کو بھی تو جان
علم معقولات بے بنیاد ہے — مغز کو خالی کرے گا تا بکے
بحث نحو و صرف میں کی عمر صرف — اب تو فصل عشق سے پڑھ ایک دو حرف
دل کو روشن کر بانوار جلی — کیوں بنا ہے کانٹ لیبس بوعلی
فخر رازی اور ارسطو بوعلی — ہیں یہ باطل اور اُن کے علم بھی
اُن کو جو پڑھتا ہے تو اے زشت خو — نوک اور کتنوں کا جھوٹا کھا ہے تو
سرور عالم شہ ہر دو سرا — کہتا ہے مومن کے جھوٹے کو شفا
سور ارسطالیس سور بوعلے — کب شفا حضرت نے فرمایا اخی
مومنوں کے جھوٹے میں ہوئے شفا — کافروں کا جھوٹا ہے زہر اور بلا
کھالیا ہے زہر اگر تونے ذرا — جا کے کھا تریاق تا ہووے شفا
سینہ اپنا جا کے تو صد چاک کر — دل کو تو آلودگی سے پاک کر
کب تلک افسوس زاری بیشمار — شرم کر حق اور نبی سے اے تو یار
کب تلک بیہودگی سے گفتگو — تو کریگا اب بتا اے زشت خو
کب تلک اس فکر باطل میں بھلا — تو رہیگا مبتلا اے بے حیا
فکر کر اُسکا جو تیرا یار ہو — درد و غم کا تیرے حامی کار ہو
سن دف و نے سے وہ کل مرد عرب — کھتا تھا کیا خوب از روئے طرب
گوش جاں سے سن ذرا اے نیک خو — قول اک مرد عرب کا مجھ سے تو
تھا عرب میں ایک مرد خوش ادا — عشق سے رکھتا تھا کچھہ ذائقا
ایک دن فرحت سے وہ بے رنج و غم — دائرہ اور نے بجاتا تھا بہم
اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے — یعنے اس مضموں کو جی جان سے
ہمدمی تم قوم اے مردان کار — مدرسہ میں رہ کے یوں لیل و نہار

کچھہ کیا حاصل نہ تمنے زینہار ‌ ‌ جز خیال اور وسوسہ اے نابکار
جوکہ کرنا تہا کیا تم نے نہ کام ‌ ‌ عمر باتون مین کری ناحق تمام
چق چق و بق بق مین یہ عمر عزیز ‌ ‌ تمنے کہو دی رائگان اے بے تمیز
پر کبہی تمنے نہ ذکر اسکا کیا ‌ ‌ جسن نے یہ تم کو دیا ذہن وذکا
ذکر مین اور فکر مین غیرون کے آہ ‌ ‌ جان اور تن کو کیا ناحق تباہ
چہوڑکر کے تمنے کوچہ یار کا ‌ ‌ لے لیا ہے آہ رستہ نار کا
ہے تمہارا ذکر در غیر الحبیب ‌ ‌ کچھہ نہین عقبے مین اب تمکو نصیب
لوح دل سے دہولے اے نیکذات ‌ ‌ علم جو دیوے نہ عقبے مین نجات
ساقیا یک جرعہ از جام قدم ‌ ‌ دے تواب امداد کو بہر کرم
تاکرے شق پردۂ پندار کو ‌ ‌ یار کی آنکہون سے دیکہے یار کو

یہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خلائق سے

جسکو دے توفیق رب العلمین ‌ ‌ ہو وہ قیل و قال سے عزلت گزین
تجکو خلوت مین ہے عزت اے فتا ‌ ‌ اختلاط خلق سے ڈہونڈہے ہے کیا
جو ملے گوشہ سے عزت بر ملا ‌ ‌ خلق کے ملنے سے پہر حاصل ہے کیا
دامن عزلت سے پامت کر بدر ‌ ‌ کیون پہرے ہے چون گدایان در بدر
گوشۂ خلوت مین تو بیٹہا اگر ‌ ‌ پہر قدم ہرگز کبہی باہر نہ دہر
جو تو دیو نفس سے پاوے امان ‌ ‌ جا پری کی طرح سے ہوجا نہان
جسطرح پریان جو رہتی ہین چہپی ‌ ‌ دیو کے ہاتہون سے رہتی ہین بچی
اس طرح جب دور ہو تو خلق سے ‌ ‌ نفس اور شیطان کے ہاتہون سے بچے
کب حقیقت سے کہلیگا تجہہ پہ در ‌ ‌ تو مجازی سے نگذرے گا اگر
ہو وے کب حاصل تجہے راہ خدا ‌ ‌ جب تلک چہوڑے نہ دنیا کا مزا
جو تو چاہے عزت دنیا و دین ‌ ‌ خلوت از مردم دنیا گزین
جسن نے پایا کچھہ بہی خلوت کا مزا ‌ ‌ ہوگیا وہ دو جہان کا پیشوا

جو ہوئی پوشیدہ سب سے لیل قدر
ہو گئی وہ رشک صد خورشید و بدر

چھپ رہی ہے جو شب قدر اے فتا
اس لئے مقبول ہے پیش خدا

ہے نہان جو اسم اعظم اس لئے
سارے نامون کا وہی سردار ہے

ہو تو گر عالم سے پنہان اے ولی
لیل قدر اور اسم اعظم ہے تو ہی

بیٹھ جا گوشہ مین اے فرزانہ مرد
اور جمع ماسوائے اللہ سے ہو فرد

گنج مقصد ہے یہ خلوت اے پسر
لیکہ علم اور زہد ہو وین جمع گر

علم بن مت بیٹھ گوشہ مین فتا
اس مین ذلت ہے تجھے بے انتہا

اور برا ہے علم ہی بے زہد کے
تو سمجھ اسکو ذرا اے نیک پے

اسپہ یاد آیا مجھے قصہ لطیف
غور سے سُن اُس کو اے مرد شریف

حکایت ایک عابد جاہل کی کہ غار مین رہتا تھا اور جوان دنیا دار کی

تہا کسی جا ایک مرد خوش خصال
عالم و فاضل ولی صاحب کمال

عامل و زاہد سخی اہل کرم
متقی و پارسا و محتشم

رکھتا تھا گھر مین وہ اپنے اک پسر
صورت ظاہر مین مانند قمر

گرچہ ظاہر مین تھا از بس خوبرو
لیکہ باطن مین تہا بد اور زشت خو

ناخلف تھا حد سے زیادہ وہ پسر
رنج تہا اس بات سے اُس شیخ پر

الفت پدری سے پر اے نیک پے
علم کی تعلیم کرتا تھا اُسے

اپنی کم بختی سے لیکن وہ پسر
بھاگتا تھا پڑھنے سے ایدہر اُدہر

کرتا تھا صحبت بدون کی اختیار
نیک باتون سے اُسے آتی تھی عار

کہتا تھا جس بات کو اُسکا پدر
کرتا تھا برعکس اُسکے وہ پسر

آخرش اک روز تنگ ہو کر کہا
باپ نے اُس کے کہ سُن اے بیحیا

جو کہ تجکو لکھنا اور پڑھنا نہین
دور ہو جا پاس سے میرے کہین

ہین نہین دیکہا ہے تجھسا ناخلف
گاؤخر بھی تجھپہ رکھتے ہین شرف

ایسے نالائق سے کیا امید ہے
دور ہو گھر سے نکل اے بے حیا
بے حیائی سے یہ بولا وہ پسر
عرض کی اُس نے کہ حضرت خوب ہے
ایک گھوڑا خوب سا منے دیجئے
تا کہ جب تک مین کہین نوکر ہون
سنکے اس کے باپ نے پھر جلد تر
ایک گھوڑا جو کہا تھا لے دیا
اور کپڑون کے کئی جوڑے بنا
جا ترا حافظ خدا اے بدگہر
ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا
شہر شہر و در بدر پھرنے لگا
رفتہ رفتہ آخرش وہ نوجوان
کہتے ہین اُس شہر مین تھا اک امیر
اُس امیر نیک کی اے خوش ادا
دے تہا عرضی نوکری کی اُسکی جو
عرض اس نے کی جو ہین جا کر کہا
ایک مدت تک سوارون مین رہا
پھر جو کی قسمت نے اُسکی یاوری
چند عرصہ مین ہوا وہ نوجوان
عیش اور عشرت مین وہ رہنے لگا
ایک مدت تک رہا اُس رتبہ پر
اُس پسر کی جس گھڑی اے نیکنام

دین و دنیا مین نہ کام آوے ہے
نوکری کر جا کہین اور کہا کہلا
ہے خوشی میرے بھی یون ہی اے پدر
جلد مجکو آج رخصت کیجئے
اور خرچ راہ کچھہ دیدیجئے
قوت بسری اس سے مین اپنی کرون
کر دیا تیار اسباب سفر
اور خرچ راہ بھی کچھہ دیدیا
ساتھ اُس کے کر دیے اور یون کہا
پھر قدم ہرگز نہ رکھیو تو ادھر
پھر نہ مونہ اس طرف کو اس نے کیا
نوکری کی جستجو کرنے لگا
اک شہر کے بیچ پہونچا ناگہان
صاحب حشمت امیر بے نظیر
نوکری کا تہا قلم جاری سدا
اوسکو نوکر اپنا کر لے تا تھا وہ
نام اُسکا جہٹ سوارون مین لکہا
ہوتے ہوتے عہدہ پھر بڑھنے لگا
فوج ساری کا ہوا افسر یہی
صاحب حشمت امیر کامران
بے غم و بے رنج بے محنت سدا
جب تلک چاہا خدا نے وہ پسر
عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام

کی قضانے جو نظر نوع دگر — دم کے دم مین ہوگیا زیر و زبر

نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ — نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاہ

نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاہ — دم کے دم مین ہوگیا بالکل تباہ

رہ گیا جیسا کہ تنہا پہلے وہ مرد — مفلس و مسکین پھر باسوز و درد

ہاتھ سے تقدیر کے وہ بےنوا — ٹھوکرین کھاتا پھرے تھا جا بجا

پھرتا تھا صحرا بصحرا در بدر — فقر و فاقہ سے وہ خستہ جگر

پھرتے پھرتے الغرض باسوز و درد — ایک شہر کے بیچ جانکلا وہ مرد

دن کو تو اُس شہر مین پھرتا رہا — رات کو جا ایک مسجد مین پڑا

تامسافر جان کر اس شخص کو — دے کھلا کھانا کوئی مرد نکو

الغرض کی رات مسجد مین بسر — ہوگئی اتنی مین صبح جلوہ گر

صبح ہوتے ہی وہ مرد بےنوا — باہر آ مسجد کے در پر ہو کھڑا

سوچنے دل مین لگا اپنے جوان — یاالٰہی اب بتا جاؤن کہان

تھا اسی حالت مین وہ مرد گدا — دیکھتا کیا ہے کہ اک خلق خدا

پہن کر پوشاک اور گھر سے نکل — جاتی ہے جنگل کو دوڑی بی خلل

اپنے اپنے گھر سے ہر اک مرد و زن — جانب صحرا روان ہے بے محن

اس جوان کے دل مین یہ آیا خیال — دیکھے تو تو بھی ذرا چل کر کے حال

ہو رہا ہے آج صحرا مین یہ کیا — بے محابا جو ہر یک جا ہے چلا

کہہ کے یہ اور اُٹھہ کے وہ مرد خدا — ساتھ اُن لوگون کے آخر ہوگیا

عنقریب اُس شہر کے اک کوہ تھا — اُس مین ایک درویش رہتا تھا سدا

غار کے اندر رہی اندر وہ گدا — رات دن کرتا عبادت کو ادا

حق تعالےٰ اُسکو قدرت سے مدام — بھیجتا تھا اُسی جا پر طعام

اس لئے اُس غار سے باہر کبھی — وہ فقیر ہرگز نہ نکلے تھا کبھی

اُسکا بعد اکسال کے معمول تھا — غار سے باہر نکل کر بیٹھتا

تھا معین ایک دن ہر سال مین — باہر اُس دن آتا تھا ہر حال مین
کوہ کی چوٹی پر آکر بیٹھتا — آپ کو دکھلاتا سبکو دیکھتا
خلق اُس کے دیکھنے کے واسطے — جمع ہوتی تھی تلے اُس کوہ کے
منزلون سے آتی تھی خلق خدا — اُس کی زیارت کے لیئے اُسدن سدا
تھا وہ دن عالم مین گویا روز عید — وہان کا جانا سمجھے تھا ہر اک سعید
اور کچھہ خیرات بھی کرتے تھے وہان — لائق اپنے ہر کبیر و ہر جوان
الغرض اُس دن اسی معمول پر — جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر
یہ جوان بھی تھا وہین حیران کھڑا — دیکھئے ہوتا ہے یہان کیا ماجرا
اتنی مین اک شور خلقت سے اُٹھا — آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا
دیکھہ کر درویش کو اُس کوہ پر — دور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر
اور طلب کرتے تھے اُس درویش سے — بس دعائے خیر سب چھوٹے بڑے
اپنے اپنے مدعا کے واسطے — لوگ اُس سے ہی دعا کرواتے تہے
اور وہ درویش بھی بالتجا — اُن کے حق مین مانگتا حق سے دعا
الغرض اُس دن صبح سے تا بشام — تہا رہا اُس کوہ کی گرداز دحام
شام کے ہوتے ہی وہ پیر ہدا — اُٹھہ وہان سے غار کے اندر گیا
خلق ساری اپنے اپنے گھر گئی — رہ گیا وہان وہ جوانِ اجنبی
سوچنے جی مین لگا اپنے جوان — مین بھلا اے دل بتا جاؤن کہان
آدمی ہر ایک اپنے گھر گیا — تو کریگا شہر مین جا کر کے کیا
کر بسر جیون تون یہان اس رات کو — صبح کو پھر دیکھیے جو ہو سو ہو
کہکے یہ اور ہاتہ رکھکر زیر سر — پڑہ رہا جنگل مین تنہا خاک پر
جب گئی تہوڑی سی رات اُسکے تئین — دل مین اُس کے یہ خیال آیا وہین
کیون پڑا تنہا یہان اے پُر خلل — اُٹھہ کے اُس درویش کی خدمتمین چل
گر تجھے کچھہ عقل ہے لے ہوشیار — کر تو درویشون کی خدمت اختیار

صحبت درویش سے مسرور رہ / اور ساری خلق سے بس دور رہ

حب درویشان کلید جنت ست / دشمنِ ایشان سزائے لعنت ست

دوست درویشون کا ہووے جنتی / دشمن اُن کا ہے بلا شک دوزخی

چل کے اُس درویش کی خدمت مین اب / سیکھہ کچھہ راہِ خدا اے بےادب

واسطے دنیا کے کیون اے بیخبر / ٹھوکرین کھاتا پھرے ہے دربدر

کیا ہے حاصل رنج لے جانا تجھے / آخر اک دن یار مر جانا تجھے

آخرت کے کار سے غافل نہو / دولتِ دنیا پہ تو مائل نہو

دل مین اپنے پختہ کر کے یہ خیال / نار کی جانب چلا گھوڑے کی چال

اعتقادِ دل سے وہ اے نیک پے / جا کے قدمون پر پڑا درویش کے

دیکھہ کر درویش بولا اے جوان / کیا ترا مطلب ہے کر مجہسے بیان

عرض کی اُس نے کہ اے پیرِ ہدا / ہے مجھے مطلوب اب راہِ خدا

اور مجھکو چاہتا ہے کچھہ نہین / راہِ حق بتلائیے میرے تئین

یہ کہا درویش نے اے نوجوان / گر یہی منظور ہے تو رہ یہان

میری خدمت مین رہا کر تو سدا / تا ترا مقصود بر لاوے خدا

بے کئے خدمت کوئی پاتا نہین / خدمتی محروم اب جاتا نہین

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد / ہر کہ خود را دید او محروم شد

جس نے خدمت کی ہوا مخدوم وہ / کی خودی جس نے رہا محروم وہ

جو مجھے خدمت پسند آئی تری / ایک دم مین تجکو [illegible] کا دی

جہل سے اپنے وہ درویش غبی / آپ کو سمجھا تھا عالم اور ولی

جہل سے بدتر نہین ہے کوئی شے / جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے

جہل سے ہو دل مین نخوت اور غرور / رہتا ہے جاہل سدا رحمت سے دور

جہل تن مین اک بلائے جان ہے / آدمی جاہل بہی کچھہ انسان ہے

ہو سکے جتنا تو رہ جاہل سے دور / جاہلون پر ہو غضب حق کا ضرور

توبھی اے امداد گر ہے ہوشیار ‎ صحبت جاہل نہ کرنا اختیار
تیر کے مانند تو جاہل سے بھاگ ‎ جاہلوں کی ہو ہے صحبت مثل آگ
ہو یہان جاہل سے اکثر کام بد ‎ آخرت مین اُسکا ہوا انجام بد
جب تلک زندہ ہے جاہل خوار ہے ‎ عاقبت اُسکا ٹھکانا نار ہے
جہل سے اپنے گدا نے آہ آہ ‎ عمر کو ناحق کیا یارو تباہ
جہل کا اُس کے کرون مین گر بیان ‎ قہقہا مارے ہر اک پیر و جوان
الغرض پھر وہ جوان باصد خوشی ‎ ٹہر رہا خدمت مین اُس درویش کو
پاس اُس درویش کے رہنے لگا ‎ اُس کے کہنے پر عمل کرنے لگا
جو کہ فرماتا تھا پیر اُس کے تئین ‎ جان و دل سے جھٹ وہ کرتا تھا وہین
ایک مدت جب گئی اُس کو گذر ‎ پاس اُس درویش کے اے بہرور
ایک دن درویش نے اُس کو اخی ‎ سامنے اپنے بٹھایا باخوشی
ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا ‎ اُس جوان سے وہ فقیر بےنوا
اُس جوان نے خوش جو پایا پیر کو ‎ عرض کی اُس نے کہ اے فرخندہ خو
ہو جو گستاخی مری اس دم معاف ‎ عرض خدمت مین کرون مین صاف صاف
یہ کہا درویش نے اے نوجوان ‎ جو ترا دل چاہے کر مجھسے بیان
عرض کی اُس نے کہ یہ جو آپ کی ‎ آنکھہ پر ہے موم کی ٹکیا لگی
اُس کو تم وقت وضو اور غسل کے ‎ دور کیون کرتے نہین ہو آنکھہ سے
دوسرے یہ ناک مین بتی جو ہے ‎ اُس کے رکھنے کا سبب بتلائیے
دونو باتون کا مجھے دیجیے جواب ‎ تاکہ ہو موقوف دل کا پیچ و تاب
یہ کہا درویش نے اے یار غار ‎ حیلہ کی مین نے فقیری اختیار
یہ کیا تھا عہد مین نے اُس گھڑی ‎ جب تلک باقی ہے جی مین میرے جی
مین کرونگا نفس کے برعکس کام ‎ گو وہ کیسا ہی ذلیل ہو اور خوار
اس سبب سے رات دن مین بلا ‎ برخلاف نفس کرتا ہون سدا

ناک کی بتی کا سُن مجھسے سبب | نفس نے ایک بار کی خوشبو طلب
یون کہا اک روز مجھسے نفس نے | عطر مجموعہ کا مجکو چاہیے
مینے بارے عطر کے لی اے پسر | گوہ کی بتی ناک مین اُس دن سے دھر
ناکہ آوے نفس قابو مین تمام | ایسے ایسے اس لئے کرتا ہون کام
اور سُن تو دوسرا مجھسے یہ اب | آنکھہ کے ایک بند کرنیکا سبب
بند مین نے آنکھہ کو یوں کر لیا | حق کی نعمت مین نہ ہو اسراف تا
کیونکہ دوسے دیکھتے ہین جس قدر | ایک سے بھی اُتنا آتا ہے نظر
اس لیئے کافی ہے مجکو ایک بھی | گرچہ مین نے بند کرلی دوسری
بند کی ہے آنکھہ مینے اس قدر | تا کھلے ہرگز نہ یہ پھر عمر بھر
اس قدر ٹپکیا جمائی موم کی | حشر تک ہرگز نہ اتریگی کبھی
سنکے یہ باتین جوان نے یون کہا | گرچہ مین جاہل ہون اے مرد خدا
عالم و فاضل ہے پر میرا پدر | اُس سے مین اکثر سُنی ہے یہ خبر
غسل کرنیسے جنابت کے کبھی | خشک رہ جاوے اگر اک بال بھی
اُس جنابت سے نہوگا پاک وہ | گو کرے سو بار تن کو شست شو
کیونکہ دہونا فرض ہے گا جسم سب | گر رہا کچھہ خشک پاک ہوتا ہی کب
اور تیرا عضو سارا اے عزیز | خشک رہتا ہے سدا کر لے تمیز
یعنے تیری آنکھہ ساری دیکھہ لے | خشک رہتی ہے یہ نیچے موم کے
دوسرے یہ ناک مین تیرے اڑی | ایک بتی گوہ کی جو حد سے سڑی
کس طرح تیری نماز ہووے درست | جب تلک غسل و وضو ہووے نہ چست
اس کے اوپر آپ کو اب ای فقیر | کہتا ہے تو صاف پاک اور بے نظیر
ایسے عملون سے خدا دیوے پناہ | دین و دنیا جو کرے دونون تباہ
اس طرح کے زہد و تقوٰی سے ترے | یہ تیرا خادم بہت حیران ہے
سنکے یہ باتین جوان سے وہ گدا | دل مین کر انصاف اور چپ رہ گیا

زانوؤن مین رکھہ کے سر اپنا فقیر — مارے خفت کے ہوا ایسا حقیر
شیر کے آگے ہون جو روباہ پیر — اُس جوان کے سامنے اُس دم فقیر
ایک عرصہ تک تامل مین رہا — پھر کہ اپنے دل سے اُس نے یون کہا
کر کے تو انصاف اے دل اب ذرا — اس جوان کو اپنا تو مرشد بنا
اُٹھ یہان سے کر کے توبہ جلد تر — اس جنابت کو بدن سے دور کر
غسل کامل اور وضو کو چست کر — باندہ پھر حق کی عبادت مین کمر
الغرض تھا دہو کے اُٹھکر بانیاز — کی ادا اُسوقت جو اس نے نماز
وہ مزا اور حظ اُسے حاصل ہوا — جسکا کچھہ ہوتا نہین ہے انتہا
وہ تجلی اُس گھڑی حاصل ہوئی — پہلے اس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی
ہوکے نادم پچھلی باتون سے بلا — اُس جوان کو پاس اپنے یون کہا
علم دین جاکرکے پڑہ تو شہر سے — پھر سکھایا کر یہان آکر مجھے
شرم آتی ہے بڑہاپے سے مجھے — اس لئے پڑھنے کو کہتا ہون تجھے
اُس جوان نے سنتے ہی جھٹ پڑہ لیا — جو کہا تھا پیر نے وہ ہی کیا
سیکھنے سے علم کے اے بہرور — ہوگیا درویش راہ راست پر
ہوگیا درویش پھر تو بے خلل — عالم و زاہد ولی بے بدل
ہوگئے جب علم اور زہد ایک جا — جب ہوا مقبول درگاہ خدا
ہونا علم اور زہد آپس مین بہم — رکھہ سکے کب رہ مین عزلت کے قدم
علم ہے جو راہ دکھلاوے تجھے — دہو وے زنگ گمرہی دل سے ترے
زہد وہ ہے جو اُکھاڑے بیخ سے — ماسوا دلبر کے دل مین جو ہے شے
جو جو ہے دل مین سوا حق کے بھرا — زندہ وہ شے ہے کرے سبکو فنا
یہ ہوس دل سے ترے باہر کرے — اور دل مین خوف و ڈر ظاہر کرے
ڈرتے ہین حق سے وہ مردان خدا — علم حق جنکو کیا حق نے عطا
انما یخشی ہے اُن کی شان مین — بولتا ہے دیکھ حق قرآن مین

یعنے مجھسے اب بہت ڈرتے ہین کے | عالم و عامل ہین جو بندے میرے
خشیتہ اللہ کو نشان علم جان | انما یخشی قرآن مین پڑہ جوان
دل کو علم خوف سے آباد کر | جا حدیث لو علمتم یاد کر
یعنے فرماتے ہین یہ حضرت نبی | جانتا ہون مین جو تم جانو کبھی
ذکر کیا ہنسنے کا بلکہ برملا | روتے روتے غم سے دونالے بہا
ساقیا وہ جام اب مجکو پلا | ٹکڑے ٹکڑے جس سے ہو سینہ مرا
درد غم سے کرکے پُر اک جام لا | جلد دے امداد کے منہ سے لگا
تاکہ درد یار جا دل مین سما | درد سے ہو درد اسکے کی دوا
علم کان بہر کاخ و باغ بود | ہمچو مردوزد را چراغ بود

اس داستان مین مذمت اُن علما کی ہے جو مشابہت رکھتے ہین امرا کی اور دور رہتے ہین فقرا سے

فقر سے ہو علم کو زیب اے پسر | نے زباغ و راغ و اسپ و گاو خر
فقر فخری کہتے ہین حضرت نبی | فقر سے ہو زیب و زینت علم کی
علم کی عزت بلاشک فقر ہے | فقر و فاقہ عالمون کا فخر ہے
فقر و فاقہ سے ہے عزت علم کی | حشمت دنیا ہے ذلت علم کی
فقر و فاقہ عالمون کا تاج ہے | مومنون کا فقر ہی معراج ہے
مولوی کو یہ گمان لاریب ہے | اسکو اسباب جہان سے زیب ہے
علم کا نقصان ہے حضرت مولوی | حشمت و مال و منال دنیوی
قاقم و خز کب تلک یون پہن کر | ہوگا تو آراستہ اے نامور
اور کب تک مرغ و ماہی سے اخی | تو کریگا زیب و زینت خوان کی
آپ کر انصاف اے صاحب کمال | ہو میسر کب تجھے یہ از حلال
اسقدر مال و منال اے باادب | جز فریب و مکر کے ہو جمع کب
سو مشقت گر کرے ہو ہونڈ ہال | آوے جب کچھ ہاتھ مین مال حلال

اس مین بس اتنا تکلف ہو ضرور
موٹا جھوٹا کپڑا تن ڈھکنے کو ہو
اور یہ تیرا اس قدر مال و منال
مال و ملک و دولت و باغ و بہار
نان و حلوا قند و شکر قورنا
جسکے اوپر آپ کو کہتے ہو وا
علم دین سے یون کرو جھنڈا اکھڑا
ہاتھ مین کچھ مال لایا شبہ ناک
لغزش تجکو کرے دین سے بری
مال و ملک و دولت باغ و چمن
ایک لقمہ بھی جو کھاوے شبہ ناک
اور لقمہ ضرسش اے نیکنام
تجکو مال و جاہ پر مفتون کرے
تو تو اس لقمہ کو کھاوے بے شبہ
ایسا لقمہ دین کو یون کھاوے سن
تو براہی اور خباثت بدرگی
یعنی اک دانہ ہوا گر شبہ ناک
سینکڑون تعظیم اور عزت سے جا
تخم اسکا ڈالے اپنے ہاتھ سے
اور سینچین آب زمزم سے اسے
اور اس کے کاٹنے کے واسطے
اور پہنچین حضرت خیر النسا
اور گوندھین اس کو حور جنتی

جو کی روٹی اور کچھ دال مسور
اس سے زیادہ ہو نہ پھر تجکو کبھو
جمع ہو کیونکر یہ از وجہ حلال
مسند و تکیہ و خانہ زرنگار
ہو میسر بے شبہ کیونکر بھلا
عالم و فاضل ہین ہم باتقا
اور رہو کھانا پھرنا اس طرح کا
تا کہ ہو تو نرم پوش اور خوشخوراک
یہ تن آرامی و یہ تن پروری
سب یہ گردن مین پڑینگے طوق بن
خاک کھا اور ڈال تو دانتو نپہ خاک
زہر قاتل ہونے حق مین تمام
نور عرفان دل سے وہ بیرون کرے
دین اور ایمان ترا کھاتا ہے یہ
اندر اندر جس طرح لکڑی کو گھن
شبہ کے لقمہ کی سن مجھسے اخی
اوسکو لیکر حضرت ابراہیم پاک
بو دین کعبہ کے حرم مین برملا
اور گاؤ چرخ سے بدنا کرے
حضرت ابراہیم اگر پے بہ پے
آمہ نو سے اگر دانتے بنے
حجر اسود سے بنا کر آسیا
باخوشی کوثر کے پانی سے اخی

اور خمیر اُس کے پہ پڑہیئے بے عدد — فاتحہ یا قل ہو اللہ احد

اور جلا دین لا کے حضرت جبرائیل — لکڑین طوبی کی جھٹ بے قال و قیل

اور پہونکے آگ اُس کی دم بدم — حضرت عیسی نبی اے محترم

اور پکاوین حضرت مریم اُسے — نوح کے تنور مین اے نیک پے

اور اگرچہ تو پڑہے اے ہوشیار — اُس کے ہر لقمہ پہ بسم اللہ ہزار

گرچہ اِس پر ایسے ایسے ہون عمل — پر نہ اُس لقمہ کا کچھہ جاوے خلل

باوجود ایسی کراماتون کے یار — وہ خباثت اُس کی ہو پھر آشکار

الغرض خاصیت اُس کی جب کہلی — وہ ہی لقمہ زہر ہو تجکو لگے

راہ طاعت مین تجہے بیجان کرے — خانہ دین کو تیرے ویران کرے

راہ جنت کا چہڑا کر بے خلاف — راہ دوزخ کا بتاوے تجکو صاف

درد دین کا ہے تجہے اپنے اگر — جلد اسکا کر علاج اے بے خبر

ورنہ ہوگا دین تیرا سب تباہ — کر علاج اِسکا ذرا بہر الہ

کرکے محنت اور مشقت باکمال — جا کے پیدا کر تو کچھہ قوت حلال

اس ہوا و حرص سے تو درگذر — کر قناعت پیشہ مت پہر دربدر

ہو نہو وے جامہ اطلس تجہے — تن کے ڈھکنے کو ہے کملی بس تجہے

ہو نہ گر تجکو اسپ مخمل گلبدن — اک گزی کافی ہے ڈھکنے کو بدن

نان و حلوا قورمہ زردا پلاؤ — اور بریانی متنجن نان پاؤ

ہون نہ یہ کھانے اگر باقند و مشک — تجکو کافی ہے پیاز و نان خشک

سونے چاندی کے نہون برتن اگر — مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر

اور نہووین گر پیالہ زرناب — کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب

اور سنہری آبخورے گر نہون — پی سکے ہے یار پانی چلوؤن

اور نہووین اسپ گر زرین لجام — پاپیادہ چل سکے ہین چند گام

گہوڑا ہاتھی اونٹ خچر جو نہ ہو — چل سکے ہے یا پیادہ یار تو

جو نہووے دور باش از پیش و پس
یعنے گر ہو وین نہ نیزی باوقار
اس سے بہتر ہے کہے تجکو ضرور
اور نہو گر خانہاے زرنگار
ہو نہ گر دالان کوٹھا کوٹہڑی
اور نہو وین فرش گرابریشمین
مخمل و دیبا کا تکیہ گر نہو
واسطے ڈاڑھے کے گر کنگہی نہو
اس جہان مین ہے تو چنداک روز کو
الغرض جس چیز کا چاہے یہان
جسکا چاہے تو جہان مین ہو عوض
اور جہان مین بے عوض ہے جان تو
عمر کا بدلہ نہو سکتا ہے یار
ساقیا بہر خدا وہ جام دے
تاکرے امداد جاکر بے محن

دور باش نفرت خلق از تو بس
آگے اور پیچھے نقیب اور چوبدار
سارا عالم ہر طرف سے دور دور
کر سکے ہے زندگی در کنج غار
رہنے کو کافی ہے خس کی جہوپڑی
بوریئے کہنہ پہ ہو گوشہ نشین
رکہہ کے پتھر سر کے نیچے یار سو
اونگلیوں سے کنگھی کر سکتا ہی تو
بن کے پھل سے کر بسر اوقات تو
ہو سکے ہے اُس کا بدلہ بیگمان
تجکو حاصل اس کا بدلہ ہو غرض
اپنی قدر عمر کی پہچان تو
اس کو ہاتہون سے نہ کھو اے ہوشیار
چہوٹ کر حرص و ہوا کی قید سے
یار کے کوچہ مین قربان جان و تن

بیان چیزون مختصر متفرق کا اور بیچ اشارہ قولہ تعالی کے ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ انصاف اور اخلاص کے ساتہ

خرچ جان اپنی کر واے عاشقو
جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہے
ٹھوکرین کھاتا ہے سب کی وہ سدا
گیند دولت کی وہ آخر لے گیا
دو جہان سے اُس نے بازی جیت لی

دوستی مین اپنی گر تم راست ہو
تن کو جانے ہے کہ سنگ راہ ہے
جو کوئی اس راہ سے واقف ہوا
جان دی جس نے بچائے دلربا
یار کے قدمون مین جس نے جان دی

گر حیات اور عیش خوش چاہے ہے یار
کر جوانی مین نثار دوست جان
یعنے بچہ یا کہ بوڑھی گائیں ہو
کر جوانی مین تو قربان آپ کو
جو ہوا بوڑھا گران جانی نہ کر
سب ہوئے برباد ایام شباب
دن جوانی کے ہوئے آخر تمام
گذرا سن پنجاہ سے اور اک وجود
ساٹھہ سے بہی عمر زیادہ ہو گئی
عمر تیری کام کی گذری ہے آ
تاکہ کام آتا وہ تیرے یوم دین
اب بھی تو اے عندلیب کہنہ سال
جو کیا نالہ نہ در فصل بھار
اب بھی تو بھر خدا لے بے خبر
عجز سے رو تو خدا کے روبرو
جو جوانی مین کیا تو نے نہ کام
تاکہ تو جانے زیان کا سود یار
غرق دریائے گنا ہے تا بچے
غرق دریا مین گنا ہون کے بھلا
اور بدیون سے تو اپنی روسیاہ
گوش جان سے پنبۂ غفلت نکال
حضرت آدم کہ دادا سبکے تھے
اور فرشتون نے انہین سجدہ کیا

گاؤ نفس اپنے کو تو اول تو مار
جا عوان بین ذالک پڑہ جوان
اُن کی قربانی نہو وے جان تو
یار کے قدمون مین جو کچھہ ہو سو ہو
بوڑھے بکرے کی تو قربانی نکر
بھر دین کچھہ بھی نہ کی تو نی شتاب
کچھہ کیا حق کے لئے تو نے نہ کام
نے کیا تا کام آتا اے جہود
کام کی جو بات تھی ہرگز نہ کی
ایک بھی سجدہ نہ تو نے کر لیا
وہ کیا ہرگز نہ تو نے اے لعین
کر شروع آہ و فغان چیرے بنال
کرا دا اس کو خزان مین زینہار
توبہ استغفار تو ھر لحظہ تو
اس بڑھاپے کو غنیمت جان کر
کرا دا اسکو بڑہاپے مین تمام
تھی گنہ تو نقد اور توبہ ادہار
وز معاصی روسیاہی تا بچے
تو رہیگا کب تلک مجکو بتا
کب تلک رکھیگا اے حال تباہ
جُدا مجہ کا تو سن بھر مجہسے حال
اور خلیفہ تھے خدا کے جان لے
دی خدا نے رہنے کو جنت مین جا

اک گنہ کرنے ہی سُن اُن کو کھا ۔ مذہبی مذنب نکل اب یہان سی جا
تو طمع رکھتا ہے با چندین گناہ ۔ داخل جنت ہو تو اے روسیاہ
اک گنہ کے ساتہ آدم کو نکال ۔ حق نے جنت سے دیا پھر دور ڈال
جو کرے صد ہا گنہ شام و سحر ۔ کس طرح جنت مین ہو اس کا گذر
حد سے گذرا انتظار اب ساقیا ۔ کر مدد یہ وقت ہے امداد کا
عمر گذری ہجر مین جلتے ہوئے ۔ اتنو مت محروم رکھہ دیدار سے

اس داستان مین بیان ہے مراد قول نبی صلعم کی کہ حب الوطن من الایمان کہ کیا غرض ہے اس سے

قید مین عصیان کے جو قید ہین ۔ سرّ غیبی سے وہ ناامید ہین
جو گناہون کے پڑے ہین جال مین ۔ یار کے دیدار سے محروم ہین
تن بدن کو پالتے ہین جو کوئی ۔ قید مین ہین نفس اور شیطان کی
لذت تن مین پڑے ہین جو کہ بد ۔ اُن کی گردن مین ہے حبلٌ من مسد
بند تن کو توڑ زندان سے نکل ۔ یار کے کوچہ کو اُٹھکر جلد چل
اُٹھہ توجہ کر سوئے ملک نعیم ۔ یاد کر اوطان اور عہد قدیم
اُٹھہ کہین بھر خدا اک سوچ تو ۔ یار کے کوچہ کو اور اُس عہد کو
یار کی تجھکو محبت ہے اگر ۔ راہ لے کوچہ کا اُس کے جلد تر
ظاہر اور باطن یہ علم اے نیک تن ۔ کہتے ہین ایمان سے ہے حب وطن
یہ وطن ہند و عراق و شام کے ۔ وہ وطن ہے اور جس کا نام نے
یہ وطن دنیا کا ہے سب اے اخی ۔ کب کرے تعریف دنیا کی نبی
دوستی دنیا کی سر ہے ہر خطا ۔ ہو خطا سے کب تجھے ایمان عطا
ترک دنیا کو کرے ہے یار جو ۔ دو جہان کا ہوتا ہے سردار وہ
چھوڑکر دنیا کو جاتا ہے وہ یار ۔ اُس وطن کو نفس پر ہوکر سوار
نیک طالع ہین وہی اے نیک تن ۔ جسکو رغبت ہے سوئے اصلی وطن

ہین سعادت مند جو سب چھوڑ کر — رکھتے ہین وہ راہ اصلی پر نظر
اس وطن مین ہے تجھے جان اک سفر — جو مسافر چاہیئے کرنا گذر
دیکھکر اس راہ کی باغ و بہار — کرلیا تونے وطن ہی اختیار
شہر تن مین اس قدر تو آپھنسا — اس وطن کو کردیا دل سے جدا
اس وطن مین ہے جو یہ خود بے وطن — تو پڑا کب تک رہیگا خستہ تن
موڑ منہ اور تن سے جان کو شاد کر — اپنا تو اصلی وطن آباد کر
چھوڑکر اصلی وطن اپنا بھلا — کوئی ویرانہ مین رہتا ہے پڑا
ہے یہ دنیا خانۂ ویران یار — اُس کو نادان ہی کرے ہے اختیار
ہے پھر ویرانہ سمجھہ اور غور کر — اُلّو دن اور چغد وان کے رہنے کا گھر
ہے یہ جنت واسطے کفار کے — ظالم و فساق و بد اطوار کے
اور مومن کو ہے زندان یہ جہان — عیش اور آرام زندان مین کہان
فکر کر ایسا کوئی اے بے خبر — تاکہ تو اس قید سے ہووے بدر
آشیانہ ہے ترا عرش برین — تو پڑا ہے قید مین اندر زمین
چھوڑکر کے اپنا خانہ زرنگار — اس نجاست پر ہے تو مفتون یار
کیون خراب آباد مین ہے تو پڑا — دیکھہ چل گلزار کی آب و ہوا
کب تلک اے شاہباز پر فتوح — تو رہیگا دور از اقلیم روح
حیف ہے صد حیف اے صاحب ہنر — ایسے ویرانہ مین کھوئے بال و پر
کب تلک اے ہدہد شہر سبا — تو رہیگا اس سفر مین بستہ پا
کر کے کوشش بند پاسے دور کر — اور اڑا تو آپ کو پھر عرش پر
کیون پڑا خالی کوئین مین سر کے بل — گر تو یوسف ہے کوئین سے نکل
تا عزیز مصر ربانی ہو تو — جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو
اس نجاست پر یہ سبزہ دیکھکر — ہوگیا مفتون تو اے خیرہ سر
ایک دانہ کے لئے اے زشت خو — جال مین تونے پھنسایا آپ کو

واسطے تصویر بیجان کے میان
آپ کو رسوا کیا اندر جہان

بھر رہے دل مین خیالات جہان
ذکر و فکر حق بہلا اس مین کہان

لوح دل سے سب خیالاتون کو دہو
جان سے اک یار پر مفتون ہو

یار ہر جائی نہ بن اے بیوفا
خالصاً اک دلربا سے دل لگا

جب نہ تجکو ہو پسند ہر جاے یار
کیون نہ ہو بیزار اس سے کردگار

ایک سو ہو کر یہ سن مجھسے مثال
تاکہ ہو معلوم ہو جائے گا حال

حکایت بسبیل تمثیل کے لکھی گئی

تھی اک عورت خوبصورت نازنین
سیم تن نازک بدن اور مہ جبین

زلف و رخسار و لب اسکے رشک حور
جس کی الفت مین دل اک عالم کا چور

ایک دن با ناز و با صد کر و فر
ایک کوچہ مین ہوا اس کا گذر

اتفاقاً سوختہ دل اک جوان
دیکھہ اس کو ہوگیا عاشق بجان

اس پری کا دیکھکر حسن و جمال
ہوگیا وہ مثل تصویر خیال

اوڑ گئے سب ہوش اور صبر و قرار
ہوگیا کل محو اندر روے یار

اس کو یون مجنون و شیدا دیکھکر
عشق کا اس کے ہوا زن پر اثر

یون کہا زن نے اسے اے سادہ رو
حال اپنے کو بیان کر مجھسے تو

کیون کھڑا ہے کس کا تجکو دہیان ہے
کس لئے آئینہ سان حیران ہے

جا یہان سے دیکھہ اپنا کام کر
کیون بلا مین پڑتا ہے اے خیرہ سر

اس جوان نے یون کہا جان جہان
چہوڑ تجکو اب بہلا جاون کہان

عشق تیرا لیگیا اے میری جان
ہوش و عقل و صبر اور تاب و توان

عشق نے تیرے مجھے ہیچو کیا
کام مجکو کچہہ نہین اب تجہہ سوا

یہ کہا زن نے اسے اے بے خبر
ہے مری ہمشیرہ مجھسے خوب تر

حسن مین بہتر ہے مجھسے لاکہہ بار
جسپہ ہین شمس و قمر دونون نثار

دیکھہ اسے ہٹ کر ذرا اے سادہ رو
آتی ہے پیچھے میرے وہ ماہ رو

سنکے یہ اور چھوڑ کر اُس کو وہ خام | ہٹ کے پیچھے کو چلا چند ایک گام
جب لگا جانے تو زن نے دوڑ کر | دھول ایک مونہ پر لگائی جلد تر
ایک طمانچہ اُس کے مُنہ پر مار کر | یہ لگی کہنے اُسے اے خیرہ سر
میری صورت پر اگر عاشق ہے تو | اپنے اِس دعوے مین جو صادق ہے تو
غیر پر کی کیون نظر میرے سوا | ہے یہ دعوے عشق کا اے بیحیا
کرتا ہے دعوی تو میرے عشق کا | غیر کو یون دل مین پھر دیتا ہے جا
کیا یہی ہو ہے وفائے عاشقان | غیر پر مائل ہو ظاہر یا نھان
جو کہ ڈالے غیر پر اپنے نظر | ہے حقیقت مین وہ مشرک سربسر
عاشق حق ہو کے دیکھے غیر کو | کعبہ مین چاہے بنانا دیر کو
رکھتا ہے دلپر تو داغ حب غیر | پھر چاہے کوچہ دل بر کی سیر
غیر کو نظرون سے تو اپنے نکال | چشم دل سے دیکھ پھر حق کا جمال
دوسرا ہے کون یہان حق کے سوا | کس لئے احول (بھینگا ۱۲) بنا اے بیحیا
جو سوا حق کے ہے دے سبکو جلا | ایک دلبر سے تو اپنا دل لگا
جز وجود مطلق اور ہستے پاک | دہیان مین تیرے جو آوے سب ہے خاک
تو کہان اور مین کہان عالم کہان | ہے یہ اک نور منزہ اے جوان
اول و آخر نہان و آشکار | ایک ہے خورشید اور ذرہ ہزار
ہے ہزارون آئینہ مین جلوہ گر | ایک صورت جان لے اے بیخبر
ہے ہزارون آئینون مین اک جمال | اس تکثر سے ہے حیران عقل عال
ہے کہان سے کثرت آئینہ جان | ہین سب اسما و صفات اس نکتہ دان
اس سے زیادہ کہہ نہین سکتا ہون اب | قند وحدت سے ہوئے ہین بند لب
اس تشکر نے بند لبون کو کر دیا | گفتگو کی قید سے دل چھٹ گیا
ساقیا اس دغدغت وحشت سے چھوڑا | یار کے کوچہ کا دے رستہ بتا
جام وحدت دیکے ساقی جلد تر | ماسوا کی قید سے آزاد کر

تا کہین سب چہوڑ کر کے بند تن | بحر درد عشق مین ہون غوطہ زن

اس مین بیان ہے بلاؤن اور محنتون کا جو عشق کی راہ مین ہین اگرچہ بھاری ہین لیکن سبک اور ہلکی ہین عاشقون پر بلکہ بڑی راحتین اور چین ہے اوپر عاشق آزاد کے

ہین طریق عشق مین صد ہا بلا | اے دل غمگین غم مین مبتلا
عشق کے رستے مین لاکہون ہین الم | آفت و درد و بلاؤ رنج و غم
محنت و خواری و ذلت اور حذر | انتظاری بیقراری دردسر
کہانا اور پینا نہ سونا ہے وہان | ہان مگر اک نالہ و آہ و فغان
نے عزیز و نے قریب و نے شفیق | نے کوئی غمخوار اُن کا نے رفیق
ہوتے ہین ہمراہ عاشق کے مگر | آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر
لیکہ عاشق ماہران عشق ہین | ہین وہ خوش ہر دم بلاؤ رنج مین
عشق کے وہ آزمودہ کار ہین | بادشاہ باطن مین ظاہر خوار ہین
جانبازی مین ہین پختہ پر نہ خام | بو دسے اپنی ہین بے نود لا کلام
توبھی اے امداد اپنے سے نکل | ہوکہ بیخود کوچۂ دلبر کو چل
خار و خس کو غیریت کی آگ دے | با فراغ دل تو تنہا راہ لے
سن نہو نے مین تیرے کب ہے بُرا | مست ہو تو اس مین سمجھے ہے فائدہ
ڈہونڈ مت اندر خودی کے بہتری | بہتری ہے بیخودی مین اے اخی
راہ مین فقر و فنا کے سہل ہے | جسم جان کو پہنچے غم گر پے بہ پے
رنج و غم ہوتا ہے فرحت اور خوشی | جبکہ حاصل ہووے مقصود دلی
بکریون کا دیکہہ گلہ جس طرح | بھیڑیا ہوتا ہے خوش اور با فرح
بکریون کی پاؤن کی گرد و غبار | بھیڑیے کی آنکہہ مین باغ و بہار
ہے اسی صورت سے حال عاشقان | سو بلاؤ درد و غم مین بیگمان

ان کو حاصل یہان جمال یار ہے — گرچہ تن ان کا مثال خار ہے
عشق کی رہ مین ہو کب آسودگی — سربسر ہے درد غم آلودگی
عیش و عشرت جب تلک چھوڑے نہ تو — غیر حق سے اور منہہ موڑے نہ تو
ہو نہ جب تک تجھپر آسایش حرام — رکھہ سکے کب عشق کے رستے مین گام
کب بھلا حاصل تجھے ہو راہ عشق — مبتلا ہے تو تو اندر جور و فسق
غیر ناکامی کے اس جا کام نے — عشق کی رہ ہے رہ تمام نے
توشہ ہے اس راہ مین تقوی ترا — نان و حلوا طاق مین رکھہ اے فتا
نان و حلوا کیا ہے تیرا جاہ و مال — باغ و راغ و حشمت و اقبال حال
نان و حلوا کیا ہے یہ فرزند و زن — تیری گردن مین پڑے جون طوق بن
نان و حلوا کیا ہے فکر نام و ننگ — جسکی خاطر ہے یہ ساری صلح جنگ
نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار — مسند و تکیہ و خانہ زرنگار
نان و حلوا کیا ہے یہ طول امل — اور فریب و نفس و علم و بے عمل
نان و حلوا کیا ہے سن اے بدقماش — یہ سعی تیری ہے از بہر معاش
واسطے دنیاے دون کے ہوشیار — زیر منت ہوگا کس کس کا تو یار
بے بقا کے واسطے اے خودپسند — ہوگا کس کس کا تو یہان احسان مند
عیش اور آرام تیرا اے جوان — لیگیا یک لخت یہ حلواؤ نان
تجکو یہ صبر و توکل سے چھوڑا — دربدر رسوا پھراتا ہے سدا
دہو دیا لوح توکل سے سبھی — نام تیرا جان اے مرد غبی
گوشۂ صبر و توکل چھوڑکر — کیون پھرے سر مارتا ادہر ادہر
کان مین تیرے پڑا بھی ہے لئیم — حرف اَلرِّزْقُ عَلَی الرَّبِّ الْکَرِیْم
یعنے ہے رزاق وہ پروردگار — رزق سبکو دے ہے وہ لیل و نہار
رزق دے ہے وہ تجھے شام و سحر — پھر پھرے ہے کس لئے تو دربدر
جا قناعت پیشہ کر اے بیخبر — صبر کے گوشہ مین اب تو بیٹھکر

گھر کے کتے کو ہی جا مرشد بنا | تاکہ دے تجکو دکھا راہ ہدا

اسمین بیان اُس عابد کا ہے کہ دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار مین بیٹھا تہا اور آزمانا اللہ تعالیٰ کا اسکو امتحاناً اور نصیحت لینی اسکو ایک کتے سے

کوہ لبنان مین تھا اک عابد مقیم
غار مین جس طرح اصحاب الرقیم
چھوڑ کر ظاہر کی ساری چق و بق
غار مین بیٹھا کرے تھا یاد حق
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار
رات کو کرتا عبادت بیشمار
قدرت حق سے اُسے ایک وقت پر
نان و حلوا پہنچتا اے نامور
آدھا اُس سے رات کو کھاتا تھا وہ
اور سحر وہ نوش کرتا نصف کو
الغرض وہ رات دن مرد خدا
یادمین اللہ کے مشغول تھا
یون بسر اوقات کرتا تھا گدا
فکر کھانے پینے کا اسکو نہ تھا
نان حلوا دیتا تھا اُسکو خدا
بے مشقت اور بے محنت سدا
آخرش اک روز بہر امتحان
ہوگیا موقوف وہ حلوا و نان
انتظاری کی نہ آیا پر طعام
وہ ہوا زار و نخیف اے نیکنام
جب نہ آیا شام سے لے تا سحر
سیکڑون آنے لگے دل مین خطر
ہول سب جاتا رہا صوم و صلوٰۃ
فکر کھانے مین رہا وہ ساری رات
اور نہ کی اُس نے عبادت کچھ ادا
اور نہ سویا رات کو وہ مطلقا
الغرض کی رات تو جون تون بسر
ہوگیا اتنے مین ہنگام سحر
آخرش اوٹھکر وہ باصد اضطراب
غار سے باہر نکل آیا شتاب
کوہ پر ہو کر کھڑا وہ بے خطر
اور لگا پھر دیکھنے ایدھر اودھر
جبکہ چارون طرف کی اُس نے نظر
دور سے قریہ اسے آیا نظر
کوہ سے نیچے اوتر کر وہ اخی
گانوٗن کے اندر گیا باصد خوشی
سن تو اُس قریہ مین رہتے تھے تمام
گبر اور قوم نصارا لاکلام

عابد اک کافر کے در پر ہو کھڑا — یہ کہا کچھ دو مجھے بہر خدا
گبرنے دو روٹی اُس عابد کو دی — لیکے اُسکو وہ چلا با صد خوشی
اور کیا عابد نے پھر قصد مکان — تا کرے افطار روزہ اُس سے وہان
گانون سے باہر نکل کر وہ جوان — غار کی جانب ہوا جس دم روان
ایک کُتا گبر کے دروازہ پر — رہتا تھا مدت سے اے نیکو سیر
بھوک کے مارے یہ تھا احوال سگ — رہ گئے تھے استخوان اور پوست رگ
گرچہ آگے اُسکے کوے جو کبھی — کھینچتا گر گردہ پر کار بھی
تو وہ کتا روٹی اُس کو جان کر — جان دیتا تھا وہ اوسپر بے خطر
جو زبان پر آتا تھا لفظ خبر — وہ سمجھکر خبز دیتا تھا اوسپہ سر
کتا بو پاکر کے عابد کی ذرا — دوڑ کر جھٹ اُسکے وہ پیچھے پڑا
جب لگا عابد کو پہونچانے ضرر — ایک روٹی خوف سے دی جلد تر
ایک روٹی بچ رہی تھی اس سے جو — لیکے اوسکو دوڑا وہ مرد نکو
کتا جب اس سے فراغت پا چکا — دوڑ کر عابد کا پھر پیچھا لیا
دوسری روٹی جو اُسکے پاس تھی — تنگ ہو کر وہ بھی اُس نے ڈالدی
دی کے اُسکو پھر ہوا عابد روان — اس کی ایذا سے کہ تا پاوے امان
دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا — جھڑ جھڑا کر کان پھر پیچھے پڑا
پیچھے اُسکے مثل سایہ وہ چلا — بھونکتا اور کپڑے اُسکے پھاڑتا
ہو کے عاجز اُس سے عابد نے کہا — مین نہین دیکھا ہے تجھسا بے حیا
تیرے مالک نے دو روٹی کے سوا — کچھ نہین مجکو دیا اے بے حیا
سو وہ دونو تجکو اب مین دے چکا — پھر کیون ہے گرد تو مجکو بتا
اور کیا چاہے ہے مجھہ سے اے پلید — کیا حیا تجکو نہین ہے اے مَرید
قدرتِ حق سے وہ کتا ناگہان — گفتگو کرنے لگا چون مرد مان
یہ لگا کہنے کہ اے مردِ خدا — غور کر شک مین نہین ہون بیحیا

بچپنے سے ابتلک اے نامور
رہتا ہون اس گھر کے دروازہ اوپر

گھر کا اس کے بن رہا ہون دربان
بکریون کا اُس کے ہون مین پاسبان

گاہ تو دیتا ہے مجھکو پارہ نان
اور گاہے دے ہے مشت استخوان

اور گاہے بہول جاتا ہے مجھے
کچھہ نہین اس دان کھلاتا ہے مجھے

گذرے ہین مجھہ پر بہت شام و سحر
روٹی ہڈی کچھہ نہین آتی نظر

گاہ ہوتا ہے کہ بیسر گبر کو
نے میسر آپ کو نے مجھکو ہو

ہفتہ ہفتہ گذرے ہین یہ ناتوان
خشک ٹکڑے کا نپایا کچھہ نشان

پرورش پای جو مین اس در اوپر
اور کے در پر نہین کرتا گذر

گرچہ صد ہا رنج اب سہتا ہون مین
در پر اس کے پڑا رہتا ہون مین

اس کی نعمت کا کبھی کرتا ہون شکر
صبر سے رہتا ہے گاہے مجکو شکر

کھیلتا ہون عشق کی بازی سدا
ساتہ اُس کے ہین بصد رنج و عنا

الغرض یہ عامی اس کے در سوا
اور کے در کو نہین پہچانتا

اور تجھے جو ایک دن اے نوجوان
نے ملا تقدیر سے حلوا و نان

بس بنای صبر مین آئی شکست
غیر کے در پر گیا اے خود پرست

اپنے اُس رزاق کا در چھوڑ کر
گبر کے در پہ تو آیا دوڑ کر

کچھہ نہ کی رزاق پر اپنے نظر
مانگنے آیا تو اک کافر کے گھر

واسطے روٹی کے اپنے دوست کو
چھوڑ کر آیا تو یہان اے نیک خو

اور دشمن اوس کے سے کی دوستی
کچھہ حیا تجکو نہ آئی اے اخی

اب ذرا منصف ہو اے مرد خدا
بے حیا تو ہے یا مین ہون بتا

سُن کے یہ عابد گرا مدہوش ہو
پیٹ کر سر ہو گیا بے ہوش ہو

اس سگ ملعون نفس امداد کی
یہ نصیحت گبر کے کتے نے کی

صبر کا در بھی اگر تجھپر کھلے
گبر کے کتے سے کمتر بھی تو ہے

ساقیا میری خبر لے جلد آ
نفس اور شیطان کے ہاتہو سے بچا

نفس و شیطان نے کیا مجکو اسیر	ہو کہین پھر خدا تو دستگیر

اسمین مذمت ریاکارون اور مکارون کی کہ بڑا لشکر شیطان کا ہے

کیا ہے دنیا جان اے مرد غبی	واسطے زر کے بنے تو متقی
شانہ و مسواک تسبیح و ریا	جبہ و دستار قلب بے صفا
زہد کا دعوا ہو تجکو بیشمار	جاہ و عزت کے لئے اے نابکار
لے بنا تقوی کی صورت بے نظیر	تاکرین تعظیم سب شاہ و وزیر
ہے گمان تجکو کہ ایسے مکر سے	سارے عالم کو مطیع اپنا کرے
ہے توقع تجکو اے مرد غبی	تاکہ اس جھوٹی فقیری سے تری
معتقد ہو کر کے سب اہل جہان	لائین نذرین پاس تیرے بیگمان
یہ نہین معلوم تجکو اے عزیز	ہین جہان مین سیکڑون اہل تمیز
ہین بہت عالم مین عاقل نکتہ دان	جانتے ہین سب کی خوبی و زیان
یہ جو کرتا ہے فریب و مکر تو	اس سے وہ واقف ہین بیشک مو بمو
پر یقین ہے تجکو اب بیشک یہی	حال سے میرے نہیں واقف کوئی
اپنی خود بینی سے تو ہے مارتا	لاف تقوی اور عدالت کی سدا
فکر مین ہر دم ہے تو اسباب کے	جس سے یہاں کی عزت اور دولت ملے
کار تیرا سر بسر لیل و نہار	کرتا ہے تحصیل جاہ و اعتبار
واسطے زر کے بنے اے نابکار	متقی و عاقل و پرہیزگار
نان و حلوہ کے لئے تو نے لعین	کھو دیا ہے ہاتھ سے اسلام دین
جاہ و عزت کے لئے اے بے خبر	دین و ایمان سے پڑا تو دور تر
دین دیا تو نے لیا نان حرام	مکر و حیلہ پھر تسخیر حرام
مال کھاتا شاہون کا بامکر و شید	جھوٹ غیبت سے نہ تیری عمر و زید
لے فریب و مکر سے شاہون کا مال	ہر طرح سے پھر اسے سمجھا حلال
پھر یہ تقوی اور عدالت باوجود	ایسے وصفون کے ہے قائم اے جہود

ہے ہمیشہ برقرار اور پائدار   یہ عدالت اور تقوی نابکار
سنگ و آہن سے بہی یہ مضبوط ہے   جو نہین نقصان کسی شے سے ہے
کچھہ نہین نقصان فریب و مکر سے   اس عدالت اور تقوی کو تیرے
نے خلل اس کو کسی شے سے عزیز   چون وضو ہی محکم بی بی تمیز

حکایت تمثیل

حال اُس عورت کا سُن تک اے عزیز   جو کہ تو رکہتا ہے کچھہ عقل و تمیز
شہر ہرا مین تہی سُن اک بیوہ زن   کہنہ رند حیلہ ساز پُر فن
نام اُس عورت کا تہا اے ہوشیار   کہتے ہین بی بی تمیزہ ہوشیار
بس عبادت سے اُسے لیل و نہار   تہی سدا رغبت بہت اے نامدار
صبح سے لیکر کے تا وقت عشا   با وضو رہتی تہی اے مرد خدا
بعد عشا کے صبح تک وہ بے شعور   رات بھر کرتی زنا فسق و فجور
ایک دم بھر مرد بن رہتی نہ تہی   گرچہ پھر چوڑہا چمار ہووے کوئی
آتا جو اس بے حیا کے پاس یار   آگے اُس کے پڑتی تہی دامن پسار
لے نماز شام سے تا بامداد   نامرادون کو سدا دیتی مراد
اور نہ خالی ہوتی تہی اس کی دوات   ایک دم بہی بے قلم اے نیک ذات
جو کوئی لاتا مراد اپنے وہان   جہٹ رقم کرتی وہ اسپر بیگمان
رند اور اوباش کے مقصود کو   خوب بر لاتی تہی وہ اے خوبرو
اُس کی چکی چرخ کے مانند یار   پھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار
اور اسی حالت مین پھر وہ نابکار   کرتی تہی حق کی عبادت بیشمار
جس کسی کے نیچے سے اُٹھتی بناز   ہوتی تہی فی الحال مشغول نماز
بے وضو بے غسل بے نیت سدا   خوب کرتی تہی رکوع سجدہ ادا
تکلے اور پہ کہتی تہی وہ بدگہر   باوضو رہتی ہون مین آٹہون پہر
ایسی بدذاتی سے پہر وہ بے حیا   آپ کو کہتی تہی مین ہون پارسا

ایک دن ایک رند نے اُس سے کہا — کیا کہون مجھکو تعجب ہے بڑا
اس طرح کے کار سے تیرے مجھے — حیرت آتی ہے بہت اے نیک پے
باوجود ایسی جنابت کے سدا — خوب رہتا ہے وضو تیرا بجا
نیت اور آداب یہ محکم وضو — کر بیان کچھہ حال اسکا مجھسے تو
یہ وضو تیرا اُسن اے نیکو سیر — سنگ رویین سے بھی ہے مضبوط تر
بلکہ ہے سد سکندر سے دوچند — جو کسی شے سے نہین اس کو گزند
ہے مثال ایسی ہی تقوی کی ترے — ہر طرح کے کار سے قائم رہے
جس طرح بی بی تمیزہ کا وضو — سو جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کبھو
یون ہی تقوی اور عدالت تیرا یار — سو فریب و مکر سے ہے پائدار
ہے خدا کی مار ایسے شخص پر — بے حیا بے شرم جو ہو اس قدر
ساقیا آ حد سے گذرا انتظار — جام دے وہ جس سے ہو سینہ فگار
کرکے تانا ہوس کے دامن کو چاک — آتش دل سے مین ڈالون سر پہ خاک

اس مین مذمت اُن درس کہنے والونکی ہے کہ مقصد اُن کا محض ظاہر کرنا فضل اور علم اور بزرگی اپنی کا اور دہوکا دینا ہے خلقت کو

کیا ہے دنیا جان تو اے خود پسند — مکر و حیلہ کا ترے یہ وعظ و پند
درس تیرا اس لئے ہے صبح و شام — تا کہ ہو مشہور علم اور فضل نام
بہر اظہار فضیلت اور عمل — آپ کو ڈالے ہے تو اندر خلل
تو یہ کرتا اب جو وعظ و پند ہے — خلق مین مشہور ہونیکے لئے
علم و فضل اپنا جتانے کے لئے — سو خرابی اور بلا مین تو پڑے
ہر طرح اپنا جتا فضل و کمال — مرد و زن کے واسطے ڈالے ہے جال
تا کہ ہون تابع ترے کچھہ عام مین — سو فریبون سے تو لایا دام مین
جاہل و نادان و بے عقل و شعور — جال مین تیرے پڑے اے پر غرور

معتقد تیرے ہووے وے پر ضرور
جاہلون مین بیٹھ کر بن بن سدا
خوب سی تقریر کو دی کرکے زیب
دوسری کو تو نصیحت ہو مدام
راہ جنت کی بتا وے اور کو
رہ بتاوے اور کو گلزار کا
شہد و شربت اور کو دے ہے پلا
کرتا ہے اوروں کو سیدہی راہ پر
بہیجتا ہے اور کو گلزار مین
ہے یہ سب اسواسطے اے پر خلل
خوب سی شیخی جتائی کہول کر
پر اصول و فرع تیری اے اخی
کچہہ حیا بھی تجکو آتی ہے بتا
جان اس رہ مین تیرا کیا غول ہے
کرتا ہے جو تو ریا کا وعظ و درس
یہ ریا کا جو سرا ہے وعظ و پند
ہوتی ہے جس درس مین روئے و ریا
چور ہی پوشیدہ دل مین یہ ریا
خنجر لا حول سے اس چور کو
دولت ایمان لی اس نے بچا
درس جو قربت نہوا اس سے غرض
آپ کو جس نے اگر اس مرض سے
تاکہ یہ جا کر کے بے روئی و ریا

کون شوخی کا نہین جن کو شعور
علم و فضل اپنا جتنا یا خوب سا
جاہلون ناواقفون کو دے فریب
اور رہو وے خود فضیحت لا کلام
آپ چلے دوزخ کی رہ بے گفتگو
اور لیوے آپ رستہ نار کا
آپ پیتا ہے پیالہ زہر کا
اور رہو وے آپ گمراہ جان کر
آپ کو ڈالے ہے تنہا غار مین
لوگ جانے تا تیرا علم و عمل
مکر اندر مکر لکھا ہے ہنر
محکم ان دو سے نہین ہے ایک بھی
حق تعالے اور پیمبر سے بہلا
یہ ریائی درس نامعقول ہے
ہے یہ ہی شیطان تیرا اور نفس
زہر ہے باطن مین اور ظاہر مین قند
درس ہے کب ہے وہ اک قہر و بلا
دولت ایمان کو ہے لوٹتا
قتل جسنے کر دیا اے نیک خو
با خوشی جنت مین جا ڈیرا کیا
ہے نہین وہ درس لیکن ہے مرض
کر دیا آزاد جان اے نیک پے
اس کے قدمون پر کرے سر کو فدا

ساقیا لے بھر حق میری خبر | نفس و شیطان نے کیا زیر و زبر
وقت ہے امداد کی امداد کا | کرکے امداد انکی پیچون سے چھڑا
تاکہ یہ جا کر کے بے روی وریا | اس کے قدمون پر کرے سر کو فدا

اس مین مذمت اور برائی اُن لوگون کی ہے کہ جو ہمیشہ اسباب دنیا کا اکٹھا کرتے رہتے ہین اور غافل ہین حاصل کرنے اسباب عقبے کے سے

کیا ہے دنیا یعنے اسباب جہان | آفت جان ہے ہر اک پیر و جوان
یہ کرے قرب خدا سے تجکو دور | اور کرے راہ ہدیٰ سے تجکو کور
کر دیا قربان اسپر اپنا سر | ہو گیا تو راہ حق سے دور تر
کر دیا ہے تلخ تیرا یار کام | اس طرح کے نان و حلوا نے تمام
اور بھی اکثر ترا اے نیک خو | لیگیا ہے رونق اسلام کو
جلد اس اسباب کو اے بہرہ ور | بیخ و بن سے تو اکھاڑ اور دور کر
اور اس دنیای دونپر خاک ڈال | آپ کو بار گران سے تو نکال
سعی تیری ہے یہ اے صاحب ہنر | واسطے دنیائی دون کے سر بسر
سعی کچھ جانی نہ عقبی کی ہے کیا | سعی دنیا مین رہا تو مبتلا
اسکے رہ مین مو نشگافی اے شقی | اس کے رہ مین کند فہمی احمقی
پیچھے اس کے دوڑ ہی ہے از جان و دل | اس کے پیچھے جا رہے جیسے خر بگل
باوجود اس سعی و محنت کے ذرا | جو کہ چاہے تھا نہ وہ حاصل ہوا
سعی دنیا مین رہا تو عمر بھر | کیا ہوا حاصل تجھے جز درد سر
سعی عقبیٰ کی جو تو کرتا میان | کار دنیا کا بھی بر آتا میان
کار عقبیٰ کا جو کرتا بند و بست | کار دنیا کے بھی سب ہوتے درست
اس لئے فرماتے ہین خیر البشر | جو کوئی دنیاے دون کو ترک کر
ہوتا ہے جھٹ با خضوع و با خشوع | اپنے اس اللہ کی جانب رجوع

کار اسکے دنیا کو دین کے تمام
ہوتے ہین آسان سب اِی نیکنام

اس کے اوپر یاد آئی اک مثال
کان دھر کر سُن اِسے اے خوشخصال

اسمین بیان ہے کہ اختیار کرنا کار آخرت کا اوپر کار دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی ایک مرد صالح نوجوان
کرتا تھا کھیتی کا پیشہ اے میان

پاس اس کے کہتے ہین تھا ایک شتر
بھاگنے کی اُس کو عادت تھی مگر

اتفاقاً دن جو آیا جمعہ کا
اونٹ اُس کا بھاگ جنگل کو گیا

اور آدہے دن جمعہ کا اس لئے
تھا کہ پانی زرع کو دیوے شتر سے

مرد حیران ہوکے بولا اے خدا
پانی دینے کا بھی یہ وقت ہے صرا

گر مین دوڑون کھیتی کو پانی اب یہان
اونٹ اپنے کو مین پھر پاؤن کہان

اور نماز جمعہ بھی دوڑون ہاتھ سے
ہون خرابی مین پڑا اسبات سے

گر نہ دوڑون کھیتی کو پانی اس زمان
ہوتی ہے بالکل خراب ایمہربان

جو مین ڈھونڈون اونٹ کو جنگل مین جا
پس نماز اور زرع دونو کھو چکا

اس تردد سے وہ مرد خوش لقا
ہر طرح کے رنج مین تہا مبتلا

آخرش بولا تامل کرکے وہ
چل نماز جمعہ کو جو ہو سو ہو

کیونکہ اس دولت کو ہے بیشک بقا
اور سوا اس کے ہے سب شے کو فنا

یعنے کار دین کو ہووے بقا
اور کار دنیوی کو ہے فنا

جو کہ فانی سے لگاوے دل عزیز
اس سے زیادہ کون ہے بس بے تمیز

کہتے ہین حضرت محمد مصطفے
حج مسکینون کا ہے دن جمعہ کا

جا غرض تکبیر مسجد اس نے کی
اجر قربانی کا پایا اونٹ کی

جا کے مسجد مین ہوا مشغول ذکر
اور بھلائے دل سے سب دنیا کے فکر

با خضوع دل بصد عجز نیاز
سامنے حق کے پڑھی اس نے نماز

ہوکے فارغ جبکہ آیا اپنے گھر
دیکھتا کیا ہے کہ وہ اُس کا شتر

ہے کھڑا اپنے مکان پر اے میان
عاجز و مسکین غریب و ناتوان

اپنی بی بی سے یہ پوچھا اُس نے جا | کس طرح یہ اونٹ آیا ہے بتا
یہ کہا عورت نے اُس کے اے میان | اک درندہ اُس کو لایا ہے یہان
ہو کے گرد اس کے قوی سا بھیڑیا | مار کر یہان تک اسے پہونچا گیا
شکر حق کرنے لگا وہ نیک خو | یہ کہ رب لایا ہے میرے اونٹ کو
اب مین جا کر سینچتا ہون کھیت کو | اپنے اُس معمول پر جتنا کہ ہو
کل نہ آوے ہاتھ مین تیرے اگر | جبر کو تو مت چہوڑ پر اے بہرور
آخرش اٹھکر وہ مرد نوجوان | کھیت کی جانب ہوا اپنے روان
جا کے دیکھا کھیت کو جو غور کر | پایا سب سرسبز اور خوش تازہ تر
خودبخود اُس نہر سے بس بیگمان | اس کی ہر کیاری مین ہے پانی روان
ہو کے حیران مرد بولا اے خدا | کھیت یہ سیراب کیونکر ہو گیا
ہے نہ ہمسایہ مرا ایسا بھلا | کھیت مین پانی میرے دیتا جو آ
پوچھا آخر اس نے ہمسایون سے جا | کھیت مین پانی میرے کس نے دیا
بولے سب ہے یہ عجب اک ماجرا | خودبخود پانی ادہر کو ہو لیا
سینچتے تھے ہم تو اپنے کھیت کو | پر یہ پانی جاتا تھا تیرے کھیت کو
رو گئے تھے ہر طرح سے ہم اگر | پر یہ تیرے کھیت مین کرتا گذر
ہو گئے لاچار جب اے باادب | چہوڑ کر آخر گئے ہم بیٹھ سب
حکم حق سے کھیت مین تیرے میان | ہر کیاری مین ہوا پانی روان
ہو کے شادان اور خرم وہ جوان | شکر حق کرنے لگا بس بیکران
جو کوئی دنیائے دون کو ترک کر | باندھے حق کی عبادت مین کمر
آپ خود آ کر یہ دنیا اے قلیل | پانو مین اس کے پڑے ہو کر ذلیل
دین کو دل سے کرے جو اختیار | خودبخود دنیا ہو آ اس پر نثار
اور جو حق کو چہوڑ دنیا مین پڑے | دین و دنیا سب خراب اپنی کرے
جس نے کی دنیا مقدم دین پر | وہ ہوا خوار و تباہ خستہ جگر

ہوگیا اُس شخص پر قہر خدا
جو ہوا دنیائے دون مین مبتلا

ہو نہ حاصل دین اور دنیائے دون
قعر دوزخ میں پڑے جا سرنگون

ساقیا وہ جام دے اب تو بنو
عیش دنیا جس سے مجھپر سرد ہو

چھوڑ کر دنیائے دون کو سربسر
حکم پر دلدار کے باندھون کمر

سوال کرنا کسی زاہد کا ایک امیر سے کہ کس قدر سعی اُس امیر کی بیچ حاصل کرنے اسباب دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا اُس کا اوپر حاصل کرنے سامان آخرت کے

ایک عارف نے کہ تھا صاحبکمال
ایک منعم سے کیا اُس نے سوال

کہ دل تیرا ہے ہر شام و سحر
درپئے مال و منال اے نامور

سعی تیری بہر دنیائے دنی
کس قدر ہے کہہ تو اے مرد غبی

یون کہا اُس نے کہ بے حد و شمار
کار میرا ہے یہی لیل و نہار

یہ کہا عارف نے اُس کو تو بھلا
رہتا ہے اس کے تگ و دو مین سدا

کیا ہوا حاصل تجھے میرے خلیل
یہ کہا اُس نے کہ کچھہ قدر قلیل

پر جو ہے مقصود اے روشن ضمیر
یہ نہ آیا اس سے کچھہ عشر عشیر

یہ کہا عارف نے اس کے ہے تو اب
فکر مین تحصیل کے ہر روز و شب

رنج و غم مین تو عبث اس کے میان
عمر کو کرتا ہے اپنی رایگان

فیصلہ اپنا شغل کو اس کے کیا
عمر اپنی اسپہ کی تو نے فدا

جانتا ہے وہ جو کچھہ تو اے فتا
اس سے کچھہ حاصل نہین تجکو ہوا

مدعا دل کا تیرے اس سے کہین
کچھہ نہین حاصل ہوا اے نیک بین

ہے بھلا دنیا بھی یہ عقبے کا گھر
سعی کچھہ اُسکی نہ کی تو نے مگر

اُس کچھہ حاصل تجھے کیونکر ہو جان
مین نہین کہتا تو کہہ اے نکتہ دان

یعنے اس دنیائے دون سے اب تجھے
دار عقبیٰ ہووے حاصل کب تجھے

مرد وہ ہیں جو کہ دنیا چھوڑ کر
باندھتے ہین راہ عقبے مین کمر

اور تو بھر گاؤ نفس بے حیا
کرتا ہے ہر دم نماز اپنی قضا

یاد حق کو تو نماز فرض جان
اس سے رہتا ہے تو غافل ہر زمان

اس جہان فانی مین تو فانی ہوا
راہ عقبے کو دیا دل سے بھلا

واسطے عقبے کے توا ے بہرہ ور
چھوڑ تا مردار دنیا کو اگر

خود بخود یہ زال دنیا ہو ذلیل
پانئون مین پڑتی ترے بے قال و قیل

اس مین یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہین دنیا ان کے پیچھے دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوتے ہین دنیا اُن سے بھاگتی ہی حکایت

ایک صاحبدل ولی باعز و جاہ
باخوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ

اور گرد اسکے مرید اور طالبین
جمع بیٹھے تھے بصد صدق و یقین

ناگہان سے جانور ایک طرف سے
سامنے کو آگئے اڑتے ہوئے

ایک کے تھا ایک پیچھے بھاگتا
اور اس کی جستجو مین دوسرا

اُن مین آگے تھا کبوتر بس روان
سب سے عاجز اور حقیر و ناتوان

اُس کے پیچھے مرغ زرین بال و پر
اڑتا جاتا تھا وہ با صد کر و فر

اور پیچھے مرغ زرین کے اڑا
جاتا تھا بدبخت کوا جون ہوا

کرتا تھا الیسی ہر اک کوشش ولے
ہاتھ آتا تھا نہ اک بھی ایک کے

دیکھ یہ بولے مرید اے شاہ دین
ماجرا ایسا کبھی دیکھا نہین

کیون کبوتر کے ہے پیچھے مرغ یون
اور پیچھے مرغ کے کوا ہے کیون

ہے کبوتر کا مطیع کیون مرغ یون
زاغ ہا ئی مرغ کا تابع ہے کیون

جنس ہائے مختلف مین ہے یہ کیا
ایک کا تابع ہوا جو دوسرا

جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی
جنس سے ہے جنس کو میل اے اخی

جنس جانب جنس کے کہتی ہے میل
ساتھ دن کے دن ہے اور ہے شب کے لیل

ہوتا ہے مومن کا مومن آشنا ‏ — اور کافر پر ہو کافر مبتلا

صالحون کے ساتھ ہوین صالحان — ساتھ بدکارون کے ہون بدکاریان

زاغ ہمرہ زاغ کے ہوکر اوڑین — بلبلون کے ساتھ بلبل خوش رہین

انبیا اسواسطے پیدا ہوئے — جنس سے انسان کے اے نیک پے

آدمی تا ملکے اپنی جنس سے — بے تکلف راہ حق کی سیکھ لے

جنس سے ہو جنس اپنے کامیاب — فیض ہو ہم جنس سے سب کو شتاب

انبیا ہوتے فرشتون سے اگر — کب پکڑتے اُن سے اُنسیت بشر

کب بھلا انسان ہوکر بے حجاب — راہ حق لیتے فرشتون سے شتاب

اک خلاف جنس سے ہون سو حجاب — اور ہون ہم جنس سے لکھ فتح باب

فائدہ ہم جنس سے ہو جس قدر — غیر جنسیت سے ہو وتنا ضرر

روح جو آئی ہے ملک امر سے — زہد و طاعت سے ہے راغب اسلئے

جسم ملک خلق سے پیدا ہوا — خواب و خور مین اس لئے ہے مبتلا

انس کی پیدایش ان دوسے ہوئی — حق نے جو دونون کی اس مین جمع کی

جو کرے یہ میل جانب خاک کی — نفس امارہ بنے ہے اس گھڑی

اور کرے جو روح کی جانب گذر — نفس لوامہ بنے اُس وقت پر

میل ملک امر کا جب اس مین ہو — آوے لوامہ کی جانب دوڑ وو

جو بہت کوشش سے لاہوتی کو جا — ملہمہ کیطرف پھر رکھتا ہے پا

بعد تہذیب اور کمال اجتہاد — مطمئنہ ہووے وہ اصل وداد

اس سخن کی کب ہے امداد انتہا — ماجرا ان طائرون کا پھر سنا

جواب دینا اس صوفی کا مریدون کو واسطے تسکین اور دلجمعی کے اور بیان کرنا حال طائرون کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اوڑتا تھا

مرد صوفی کو ندا آئی نہان — یہ مریدون سے تو اپنے کر بیان

جو اوڑی جاتے ہین یہ تین جانور
بھاگتے ہین ایک جو دنیا سے دور
یہ مثال ان کی ہین جوسنو جانور
طالب و تارک ہین جو دنیا کے اب
بھاگتا ہے یہ کبوتر پے بہ پے
اور درپے مرغ زرین اسکے ہے
لیکہ ہرگز یہہ کبوتر نا زنین
اور پیچھے مرغ زرین کے اوڑا
پر نہ ہاتہہ آتا ہے اک کے دوسرا
جان عارف ہے کبوتر کی مثال
اور زرین مرغ تو دنیا کو جان
زاغ یعنے اہل دنیا حرص سے
گر تو دنیا دار کو کوا شمار
اہل دنیا واسطے دنیا کے یاں
لیک وہ مکارہ ان سے بھاگ کے
بھاگتا ہے مرد حقانی نگر
دوڑتی ہے اُس کے پیچھے بیسدا
ہے یہی دنیا کا یارو ماجرا
اور جو اس کو طلب کرتے ہین یہان

ہین مثال ان کی سمجھہ اور غور کر
دوسرے طالب ہین اُسکے بالضرور
ایک سے ایک بھاگتا ہے دور تر
ایک کو ہے دوسرا کرتا طلب
مرغ زرین کے فریب و مکر سے
تاکہ اسپر آپ کو قربان کرے
ہاتہہ آتا مرغ زرین کے نہین
حرص سے جاتا ہے کوا بے حیا
گرچہ کوشش کرتے ہین بے انتہا
جاتا ہے حق کی طرف بے قیل و قال
دوڑے ہے عارف کے پیچھے بیگمان
چون زغن مُردار دنیا پر پڑے
ہوتا ہے مردار دنیا پر نثار
دوڑتا ہے ہر طرف ہو بے قرار
مرد حقانی کے جا پیچھے پڑے
مکر سے اس بے حیا کے خوف کر
بھاگتا ہے اُس سے وہ مرد خدا
بھاگے ہے جو اس سے یہ اُس پاس جا
بھاگتی ہے اُس سے پیکو سون میان

تمثیل

اور سن اسپر تو مجھسے اک مثال
ایک دن ہارون رشید بادشاہ
اور گرد اُس کے ازبس لا کلام

نیک لوگون کا ہونا معلوم حال
تخت پر بیٹھا تھا با صد عز و جاہ
تھے کھڑے آداب سے لونڈی غلام

مہربان ان پر جو کچھ سلطان ہوا — حکم یہہ مختار کارون کو دیا
جو کہ توشہ خانہ مین موجود ہے — سامنے لاکر دھرین اس دم مرے
سنتے ہی مختار کارون نے جبھی — ہر طرح کی نعمتین موجود کی
حکم پھر لونڈی غلامون کو دیا — شہ نے کین یہ نعمتین تمکو عطا
جس کو اس نعمت سے جو مطلوب ہو — لے اوٹھا اس مین سے وہ بے گفتگو
سنتے ہی اسباب کو لونڈی غلام — گر پڑے ایک ایک ہر اک نعمت پہ تام
کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا — ہاتھ اک لونڈی نے شہ پر رکھ دیا
ہو خفا باندی سے یون شہ نے کہا — رکھدیا کیون ہاتھ مجھ پر اب بتا
عرض کی لونڈی نے جب اے نیکخو — صاحب ان نعمات کا موجود ہو
اس کی کمبختی ہے کیا پھر جو شہا — چھوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا
بادشاہ سنتے ہی جھٹ اسباب کے — اسپہ عاشق ہوگیا دل جان سے
اور کہا شہ نے اسے اے باادب — کردیا آزاد تجھکو مینے اب
اور یہ سب نعمای اور باندی غلام — کردئے تجکو عطا اے نیک نام
اس طرح جو کوئی حق کے لئے — دل سے سب نعمائے دنیا چھوڑ دے
چھوڑ کر نعمائے دنیا سربسر — دل لگاوے اپنے حق سے بیشتر
حق تعالے ہو کے خوش اس شخص سے — آخرت کی نعمتین سب اسکو دے
تو بھی لے امداد بھر ذوالجلال — دو جہان کی نعمتون پر خاک ڈال
ما سوا پر ہو نہ ہرگز مبتلا — خالصاً للہ حق سے دل لگا

اس مین مذمت اور برائی اُن لوگون کی ہے کہ فخر کرتے ہین ساتھ مصاحبت بادشاہون کے اور دعوی رکھتے ہین شامل ہونیکا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دوضدونکا محال ہی

کیا ہے دنیا جان تو اے بہرہ ور — قرب سلطان ہے تو کر اس سے حذر

ہوش سر سے بھی ہے اور دل سے سرور
قرب سلطان اس سے رہ تو دور دور

ہے سعادتمند وہ ہے اے فتا
آپ کو جس نے لیا اُس سے بچا

قربت سلطان سے بچ گر بچ سکے
کیونکہ یہ زہر و بال جان ہے

اور ہے ایمان کا بھی اس مین ضرر
ہو سکے جتنا تو کر اس سے حذر

اسکے اوپر کہتا ہون اک داستان
کان دل سے تم سنو اے مہربان

نیک لوگون کا طریقہ ہے یہی
جو بیان کرتا ہون تجھسے اے غنی

داستان

ایک تھا درویش بس روشن ضمیر
راہ حق مین چست و کامل بے نظیر

چھوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار
کر لیا تھا اسنے گوشہ اختیار

خلق سے ہو کر جدا جنگل مین جا
کرتا تھا تنہائی مین یاد خدا

بیٹھ کر اک غار مین تنہا سدا
ذکر حق مین ہر گھڑی مشغول تھا

باہر آتا تھا نہ وہ اُس غار سے
پر کبھی حاجت ضروری کے لئے

بعد ہفتہ کے جو ہوتی اشتہا
کھاتا تھا برگ شجر وہ پارسا

ایک مدت ہوگئی اسکو بسر
ذکر حق کرتے ہوئے اس طرح پر

تھی اُس عارف پر عنایات خدا
واصل مولا وہ رہتا تھا سدا

چھوڑا اس عالم کو جو حق کے لئے
بے شبہہ وہ اپنے دلبر سے ملے

جہد و کوشش شرط ہے اے پسر
راہ مین دلدار کے شام و سحر

ہے بہت باریک راہ دلربا
چل سکے بے راہبر کے کب بھلا

ہینگی اس راہ مین بہت سی گھاٹیان
طے ہو کب بے راہبر کے اے فلان

کہتے ہین حضرت محمد اس لئے
راہبر لے ساتھ پھر تو راہ لے

راہبر لے تا تو سیدھی راہ جا
گھاٹیون مین ورنہ ہوگا مبتلا

اولیا ہین راہبر اس راہ کے
اُن کے دامن کو پکڑ اور راہ لے

عمر بھر گرچہ کرے روزہ نماز
بے مدد مرشد کے کب ہمسر باز

سر باطن کب ترے دل پر کھلے
تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے

گرچہ کی تو نے عبادت سالہا
لیکہ بے مرشد تو ویسا ہی رہا

جوکہ تھی حرص و ہوا دل مین بھری
اس عبادت سے نہ وہ کچھہ کم ہوئی

جو نجا حرص و ہوا دل سے تیرے
اس عبادت کو تری پھر کیا کرے

کہتا ہے حق دیکھہ دیدہ کرکے باز
منع کرتی ہے گناہون سے نماز

عادتی ہے یہ ترے روزہ نماز
سر باطن اس سے کب تجھپر ہو باز

پیروی کر جان سے مرشد کی تو
تاکہ کردے تجکو سیدہی راہ کو

ورنہ اس رہ مین تو بے مرشد سدا
ٹھوکرین کھاتا رہیگا جابجا

سوچ تو دل مین ذرا اے نیک پے
بے کمان کے تیر کیونکر چل سکے

تیر دیکھا ہے کوئی بھی اب بتا
بے کمان کے جا نشانے پر لگا

کس نے پایا ہے صراط المستقیم
بے مدد مرشد کے بتلاے کریم

انتھار کہنا نہین ہے یہہ سخن
حال اُس درویش کا اب مجھسے سُن

آنا دنیا کا اک عورت نازنین کی صورت بن کے آگے مرد عارف کے

درمیان اُس غار کے وہ پارسا
ذکر و فکر حق مین رہتا تھا سدا

ناگہان اک روز اے فرخندہ فال
ایک عورت صاحب حسن و جمال

با ہزاران خوبی و زیبندگی
آگئی خدمت مین اُس درویش کی

دست بستہ باادب ہوکر کہڑی
عرض خدمت مین یہ کی درویش کی

جو کرو اسدم قبول حضرت مجھے
کیا کریمون کے کرم سے دور ہے

تیری خدمت مین رہونگی مین مدام
جو کہ فرماؤ بجالاؤن تمام

دیکھکر درویش نے اس کے تئین
کرلیا معلوم باطن سے وہین

ہے یہ دنیا بدگہر اور نابکار
سامنے آئی میرے کرکے سنگار

یہ کہا درویش نے اے بیحیا
دور ہو مجھہ پاس تو ہرگز نہ آ

بھاگ کر تجھہ سے یہان آیا ہون مین
چھپکے آ بیٹھا ہون تنہا غار مین

پھر کہ کیون آئی ہے اس جا ای پلید — مکر سے ڈرتا ہے تیرے ہر سعید
یہ کہا اس نے کہ اے درویش جان — حکم سے حق کے مین آئی ہون یہان
حق مین میرے تجکو اے مرد یقین — فائدا کچھہ منع کرنے مین نہین
آئی ہون مین حکم حاکم سے یہان — کیون خفا ہوتا ہے مجھہ پر اے میان
کہہ کے یہ نظرون سے وہ غائب ہوئی — اور عارف کو ہوئی دہشت بڑی
یہ کہا عارف نے وہ جو آئیگی — جو نہین مجھسے بہت سی کھائیگی
گر نجاوی گی وہ میرے پاس سے — گور کا مصروف کرون گا مین اسے
گر نجا مجھ پاس سے دنیائے دون — صرح اس کو راہ عقبے مین کرون
مال دنیا ہے یہ زہر سم ناک — گر اسے پاوے تو اس پر ڈال خاک
یعنے اس کو صرف کر نیک امر مین — تا کہ کام آوے وہ تیرے قبر مین
واسطے حق کے جو دے تو اک یہان — اس کے بدلہ پاوے سو حصہ وہان
کر سخاوت کا تو پیشہ اختیار — تا کہ راضی تجھسے ہو پروردگار
چاہتا ہے وہ جو کچھہ پروردگار — کرتا ہے اسباب اسکا آشکار
دس برس تک وہ فقیر اس غار مین — تھا رہا مشغول حق کے کار مین
کوئی آتا تھا نہ اس پاس اے پسر — کیونکہ بستی سے تھا جنگل دور تر
گائین بکری اونٹ خچر اور گدہے — وہان تلک آتے نہ چرنے کے لئے
اتفاقاً اک برس تقدیر سے — قحط عالم مین پڑا جاسے پرے
خشک سب کہیت اور جنگل ہو گئے — آدمی حیوان کل مرنے لگے
گلہ ہاے استر و گاوان و خر — پھرتے تھے چرواہے ادہر اور ادہر
کچھہ بھی جس جا پاتے تھے سبزی کی بو — دوڑتے چوپائے جھٹ اس طرف کو
یون ہی پھرتے پھرتے اک دن ناگہان — آئے پاس اس غار کے سب لے عیان
چند اک چوپائے گرد اس غار کے — دیکھہ سبزہ چگتے چگتے آ گئے
پھر تو چرواہے وہان آنے لگے — لیکے چوپائے چرانے کے لئے

ناگہان اک دن وہ عارف غار سے | آیا باہر ایک حاجت کے لیئے
کی تھی جو حق کی عبادت بیشمار | نور حق تھا اس کے مُنہ سے آشکار
دور سے پھر وا ہے صورت دیکھ کے | گرد اس درویش کے آکر ہوئے
اعتقاد دل سے جا ہر ایک نے | رکہدیا پاؤن پہ سر درویش کے
جو کہ تھا درویش مشغول خدا | اُن کی جانب کو نہ کچھہ راغب ہوا
جسکو حاصل ہووے وصل دلربا | پھر اس کو اور سے مطلب ہے کیا
آخرش سب نے بصد عجز و نیاز | یہ کہا درویش سے اے پاکباز
آپ کو خواہش ہو اب جس چیز کی | حکم کیجیے ہم بجا لاوین ابھی
دیکھا جو درویش نے اوسکے تئین | پاس سے میرے یہ ٹلنے کے نہین
کرکے اُن کے عجز و زاری پر نظر | یہ کہا کچھہ دودہ لاؤ ہو اگر
ایک مدت سے یہ نفس بد میرا | مانگتا ہے دودہ مجھ سے برملا
شیر کے دو ایک دیگر گھونٹ یار | تا مین مار نفس کا دون زہر مار
عرض کی یون قحط سے باران کے اب | گائین بکری ہوگئی بے دودہ سب
جب نہ ان کو دوب کھانیکو ملا | شیر ان کی خشک پستان سے ہوا
اور کہا رو رو کے سب نے یا محسن | تھنے جو چاہا نہ آیا ہم سے بن
دیکھہ کر درویش اُن کا اضطرار | یہ کہا اُن کو کہ اے مردان کار
ایک گائین کرکے اب سب سے بدر | اس کو دو ہو تم خدا کے نام پر
کرکے بسم اللہ اب اے نیکراہ | سعی کر تو ہوگی امداد الٰہ
کام بننے مین ہے کوشش شرط یار | جہد کوشش کر جو تو ہے ہوشیار
کوشش جان ہے سُن ذرا اے مہربان | کہتے ہین کیا سرور پیغمبران
سعی و کوشش ہے انہین کی بامراد | کرتے ہین جو نفس پر اپنے جہاد
بے سفر چلنے کے کب ہو راہ طے | جہد کر چل منزل مقصود پے
راہ کو کر قطع چل پاؤن اوٹھا | بیٹھنے کا رہ مین کیا ہے فائدا

ہو مسافر کو کہان آرام و خواب ہر گھڑی رہتا ہے اسکو اضطراب
راہ حق دیکھا ہے کیا آسان یار جو پڑا ہے تو یہان پاؤن پسار
راہ لے چل عیش کے دامن کو پھاڑ تانہ اولجھے ان سے اندر خار و جھاڑ
ہے یہ منزل پر خطر با خار و زار جو تو جا کپڑون سے بالکل فگار
یعنے یہ کپڑے اولجھکر جھاڑ مین خوب سا تن کو تیرے زخمی کرین
طاق مین رکھہ تن سے تو کپڑے اُتار بادل فارغ تو بھر لے راہ یار
دور ہے منزل بہت رہ مین پہاڑ اور بہت سے جا بجا کانٹون کے جھاڑ
چاہتا ہے جو تو جا اُس راہ کو ہاتھہ مین لے اپنے تیشہ آہ کو
قطع کر یہ خار رہ سے تاکہ تو جلد پہونچے منزل مقصود کو
ورنہ بے تیشہ تیرا تن ہو فگار روکدین رہ سے تجھے یہ سنگ و خار
یعنے لا سی تیز لے تیشہ بنا سنگ غیریت کو پھر رہ سے اوٹھا
منزل مقصود الا اللہ کر سیر وہان جا بادل آگاہ کر
یعنے یہ حرص و ہواے دینوی غیر حق کے ہے تیرے دل مین بھری
بھر حق تو دل سے ان کو دور کر نور عرفان سے اسے معمور کر
یہ سخن ہے بے بیان اے دوستو حال اس درویش کا مجھسے سنو

قصہ دوہنا ایک چرواہے کا آزمایش اور بداعتقاد سے

ایک چرواہا غرض ان سے اوٹھا پاس گاؤ نارسیدہ کے گیا
اُس کے دہنے کا ارادہ کر لیا تاکہ لیوے امتحان درویش کا
اُس جوان نے پاس اُس گائیکے جا ہاتھہ جھٹ اُس کے تھنون پر رکھہ دیا
ہاتھہ رکھتے ہی تھنون پر بے گمان دودھ کی تھنون مین ہوئی اُن سے روان
ہوکے حاضر سامنے درویش کے دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوئے
دودھ لے عارف نے اُن سے پی لیا بعدہ اُس غار مین جاکر چھپا
ریوڑون کو لے کے سارے راعیان شہر کی جانب ہوے یارو روان

شہر مین وہ سب کے سب داخل ہوئے
دن کئی گذرے غرض اس طرح پر
رفتہ رفتہ شہر مین پھر جا بجا
تھا خلایق کی زبان پر یہہ کلام
سنتے ہی اسبات کے شہ نے کہا
چلکے اُس عارف کی زیارت کیجئے
اُس کا ثانی کوئی عالم مین نہین
کہکے یہ اور اوٹھ کے باصد التجا
شہ کے آنے سے ہوا درویش کو
صحبت میر و وزیر و بادشاہ
ہے سلاطینون کی صحبت مثل آگ
ان کی صحبت سے ہراک حیران ہو
ہے تکبر ان کے یون دل مین بھرا
پاس سلطانون امیرون کے نجا
صحبت ان کی کہ وغفلت لاتی ہے
اس سبب فرماتے ہین خیر الزمان
پرنہ جو ہون ہمنشین و ہم طعام
جو کہ عالم جا امیرون سے ملے
بس ڈر وان سے بچائے مومنین
الغرض شہ عجز وزاری سے سدا
پھر تو دونو عارف و شہ بے خطر
ہوئے ہوتے ہوتے یون سلطان نے
سوچ کر دل مین کہا دستور کو

اُس کرامت سے وے حیران ہتے
آتے تھے چروائے ہوئے اُس غار پر
اُس کرامت کا بہت چرچا ہوا
شاہ تک بھی ہو گیا قصہ یہ عام
سب امیرون اور وزیرون سے بلا
کیونکہ وہ دورہ مین اپنے فرد ہے
عالم و کامل وے سلطان دین
خدمت درویش مین حاضر ہوا
شغل مین حق کے ہرج بے گفتگو
ہے بڑا فتنہ سمجھہ اے نیکزاده
تیر کے مانند ان سے دور بھاگ
عاجز ان کے مکر سے شیطان ہو
بکریون پر جس طرح ہو بھیڑیا
آپ کو ان سے بہر صورت بچا
او قناعت کا اثر لے جاے ہے
دین حق کے ہین امین یہہ عالمان
ساتہ نہ سلطانون و امیرون کے مدام
دین کے بیشک ہوے وہ چوٹے
تا تمہارا بچ رہے اسلام و دین
پاس اُس درویش کے رہنے لگا
ہو گئے آپس مین جیون شیر و شکر
خوب ہو جو شہر مین عارف چلے
جو چلے محلون مین عارف خوب ہو

باعث برکات رحمانی ہے یہ
اس کے قدمون کے طفیل اب شہر بس
شہر مین ہوا اس طرح کا مرد جو
الغرض آیا وزیر حیلہ جو
باادب کی عرض یہ درویش سے
مرد آزادہ تھا وہ مرد خدا
بولا وہ سن اے وزیر اب مجکو کیا
مجکو آبادی سے ویرانہ بھلا
ہے موافق طبع ویرانہ مجھے
طالب آرام نفس اپنے کا اب
مرضی حق کا ہون طالب مین سدا
ہے بھلا حق مین مرے گوشہ سدا
کہتے ہین حضرت محمد مصطفے
اختلاط خلق سے ہے جو بچا
فائدا وحدت مین ہووے جسقدر
جس نے کثرت سے بچایا آپ کو
پھر وزیر حیلہ جو نے عرض کی
کب پہونچتا خلق کو دین خدا
یون اگر گوشہ پکڑتے اولیا
یون کہا درویش نے اے باخدا
لیکہ جو بیمار ہوا اے باشعور
جو نہ بیماری مین پرہیز اب کری
اور صحت جس نے پائی مرض سے

سایۂ انوار ربانی ہے یہہ
رحمت حق ہووے نازل شہر پر
زیب شاہی رونق اسلام ہو
پاس اس عارف کے باصد گفتگو
شہر مین چلئے تو اب کیا خوب ہے
بھاگتا تھا خلق سے کوسون سدا
خلق کے ملنے سے بتلا فائدا
اختلاط خلق سے ہے سو بلا
اور ہر اک طالب آرام ہے
مین غمین ہون اے وزیر باادب
خوب تنہائی مین ہو فرضی ادا
گاو خر مین رہنے کا کیا فائدا
جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا
جان اپنی کو سلامت لے گیا
اس سے سو درجہ ہو کثرت مین ضرر
ملک وحدت کا ہوا سلطان وہ
گر پکڑتے اس طرح گوشہ نبی
رہتا گمراہی مین ہر اک مبتلا
راہ حق پاتی یہ کب خلق خدا
جو کہا تو نے یہ حق ہے اور بجا
چاہئے پرہیز اس کو بالضرور
بے شبہ وہ ہاتہ دہووے جان سے
کیا دوا پرہیز کی حاجت اوسے

انبیا اور اولیا و راسخین | رنج ہماری سے ہین پاک اے متین
لیک مجھہ مین حرص کچھہ باقی ہے اب | چاہیئے پرہیز مجکو اسس سبب
سنکے بولا وہ وزیر اے نیک خو | کسر نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو
تارک دنیا ہو تم تو بالیقین | آپ سے ہم پاس تم آے نہین
خود بخود آئے ہین ہم بالتجا | آپ کی خدمت مین اے پیر ہدا
تیرے نفس پاک سے اے مہربان | ہوگئے روشن ہماری جان جان
تیری صحبت ہوئی ہمپر تمام | عیش دنیا سرد بالکل لاکلام
سامنے تیرے ہوا و حرص سب | محو ہو دل سے گئی ایک لخت اب
ہین یہ فرماتے امام المرسلین | ہے وہ سب لوگون مین بہتر بالیقین
نفع جس سے ہو خلایق کو تمام | فائدا اس سے اوٹھاوین خاص و عام
تم بھی اسپر کچھہ عمل اب کیجئے | فیض اپنا چلکے سبکو دیجئے
فیض سے تیرے ہون وہ ذاکر تمام | جو پڑے رہتے ہین غفلت مین مدام
کرتے ہین کفران نعمت جو کوئی | تیری صحبت سے ہون شاکر وہی ابھی
بولا عارف جاے تشنہ چاہ پر | چاہ پیاسے پاس کب جاے پسر
جو کہ چاہے مجھہ سے وہ آوے یہان | مین بھلا کسواسطے جاؤن وہان
ایک مدت الغرض اسی طرح پر | عرض کرتے ہوگئے اسکو بسر
آخرش جانا جو عارف نے کہین | یہ وزیر اب یہان سے ٹلنے کا نہین
بولا بہتر تیری فرحت کے لئے | مین چلونگا شہر مین سلطان کے
بعد اسکے جو صلاح وقت ہے | وہ کرونگا تیری خاطر جان کے
ہولیا درویش ہمراہ وزیر | سوئے دولت خانۂ شاہ کبیر
شاہ نے دیکھا جو اسکو دور سے | اوٹھکے آیا واسطے تعظیم کے
وہ فقیر اپنی خلاصی کے لئے | مارنے پتھر لگا سلطان کے
تاکہ دیوانہ سمجھکر اسس گھڑی | چھوڑدے سلطان مجکو اے ولی

اہنر درویش وہان مستانہ وار
بے محابا اس قدر مارا کہ شاہ
بھاگ کر نکلا جھٹ اُس دالان سے
اس مکان سے شاہ جب باہر ہوا
شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے
اس مکان مین تا نہ یہ دب کر مرے
مارنے مین اس کے یہ تھا فائدا
چاہیے تھا عارف چھپنا آپ کو
چاہیے تھا یہ تو کہ ہو بداعتقاد
صدق دل سے باہزاران التجا
عرض کی اے پیشوائے عارفان
کیا کرون احسان کا تیرے شکر مین
خضر نے کشتی جو توڑی جور سے
اس طرح مجکو بھی تو نے خضروار
یانا عارف نے کہ ہے حکم خدا
دل سے اپنے پھر یون کہنے لگا
مرضیٔ حق پر ہی رہنا چاہیے
یعنے خواہش پر خدا کی بر ملا
مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا
الغرض کہنے سے عارف شاہ کے
شہ نے عارف کے لئے باعز وجاہ
ہر طرح کی نعمتین موجود کی
وہ فقیر پاک جان و راست باز

مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار
بھاگ کر وہان سے گیا با درد وآہ
جس مین بیٹھا تھا وہ سلطان شان سے
حکم حق سے وہ مکان جھٹ گر پڑا
مارتا تھا مجکو پتھر اس لئے
کیونکہ تھا معلوم اسکو کشف سے
تاکہ اس صدمہ سے دے مجکو بچا
حکم حق تھا مبتلا یہہ اور ہو
اور رہو تہہا شہ کو زاید اعتقاد
آکے شہ عارف کے قدمون پر پڑا
لطف کا تیرے کرون مین کیا بیان
جو رہین تیرے ہزارون لطف مین
تاکہ وہ ظالم کے ہاتھون سے بچے
کردیا سو ورطۂ قاتل سے پار
کیا ہے چارہ جب ہوا امر قضا
مرضیٔ حق سے تو اب یہان آپھنسا
زہر بھی ایک عرصہ چکھنا چاہیے
چاہیے راضی رہے صبح و مسا
زہر بھی سے چکھیے ذرا بھر خدا
شہر مین آیا نکل کر غار سے
کردئے تیار محل اور خانقاہ
واسطے درویش کے باصد خوشی
ہو گیا ظاہر مین اندر عز و ناز

عیش دنیا مین تھا ظاہر مین پہنسا ۔ لیک باطن مین تھا وہ سب سے جدا
پوستین اور دلق کو پہنے ہوئے ۔ نفس پر کرتا جہاد ہردم ولے
ایک حجرے مین وہ تنہا بیٹھکر ۔ کرتا تھا یاد خدا شام و سحر
باخوشی رہتا تھا اُس گدڑی مین وہ ۔ فقر پر کرتا تھا محکم آپ کو
کچھہ نہ اُس دولت سے حاصل تہا اسے ۔ پر فقیرون کو دیا کرتا تھا لے
گرچہ ہے دنیا یہہ ملعون ازل ۔ پر ہے مومن کے لئے بیت العمل
مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا ۔ نیک ہے گر خرچ اسکو نیک جا
نیک کامون مین تو اُسکو خرچ کر ۔ ورنہ تو کتا سا ہے مردار پر
مال دنیا کو بقا گرچہ نہین ۔ خوب ہے گر خرچ اندر کار دین
واسطے دانا کے دنیا خوب ہے ۔ اور نادانون کو بد اسلوب ہے
جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کی ۔ سانپ اُس کا یار غار ہوا اخی
گر نہو منتر تجھے معلوم یار ۔ سانپ سے مت کر دہیر تو زینہار
تا نہ دہووے ہاتھہ اپنی جان سے ۔ یاد رکھہ یہ بات میری مان لے
مال دنیا کے نہ ہرگز گرد جا ۔ جو تو جاوے خرچ کر راہ خدا
الغرض درویش کو رہتے ہوئے ۔ ہو گئے دس سال پاس شاہ کے
دس برس اُس کو گئے یون ہی گذر ۔ پر رہا ویسا ہی اپنے حال پر
زہد و طاعت مین نہ آیا کچھہ بھی فرق ۔ گرچہ ظاہر مین رہا دنیا مین غرق
تھی یہ رسم شاہ جو ہوتا سوا ۔ بہر نظم ملک یا بہر شکار
وقت ہلنے کے وہ سلطان اے اخی ۔ آکے زیارت کرتا اُس درویش کی
الغرض اک دن اسی معمول پر ۔ اُسکی زیارت سے ہوا وہ بہرہ ور
اور اُسی حالت مین وہ پیر ہدا ۔ یاد مین اللہ کے مشغول تہا
ناگہان وہ زن جو پہلے آئی تھی ۔ سامنے سے دوسرے بار آگئی
پوچھا عارف نے کہ تو کسواسطے ۔ آئی ہے مجھہ پاس اب تبلا مجھے

عرض کی اُس نے کہ اے سلطان جان
تجھسے مین ہوتی ہوں رخصت اس زمان

یون کہا چل دور ہو اے بے حیا
مکر سے تیرے خدا رکھے بچا

تو دغا دے ہے ہر اک کو پر جو وہ
ہو ترا تابع تو اس سے دور ہو

دور ہو مجہہ سے کہین اب ای غبی
پوستین اور دلق مجہہ پاس ہے وہی

پاس میرے دونو یہ موجود ہین
مین نہین آتا ہون تیرے داؤ مین

دور ہو یہان سے تو جلدی بے حیا
کب تلک دیگی مجہے بتلا دغا

ہو گئی غائب نظر سے سن یہ ذکر
اسکے فتنہ کا ہوا عارف کو فکر

دیکہئے کس طرح ہووے گا جدا
مال و دولت دنیوی مجہسے بہلا

معتقد مجہسے ہے ہر چہوٹا بڑا
آپ سے مجکو کرے کیون کر جدا

دیکہئے تقدیر سے ہو گیا سبب
تیل کہل سے ہو جدا کس طرح اب

شاہ رکہتا ہے بہت تعظیم سے
دیکہئے رسوا کرے کیون کر مجہے

پڑہ کے پہر لاحول ہو شاغل برب
ہو گا جو حکم خدا سر پر ہے اب

جو قضا آوے تو ہو بر عکس کار
ہووین سب تدبیر باطل اور زار

جو کیا چاہے ہے کوئی کار رب
غیب سے کرتا ہے اسکا کچہہ سبب

ایک دن تقدیر سے ناگاہ یار
شاہ جنگل کو گیا بہر شکار

جستجو کی اور محنت بے شمار
پر ملا اُسکو نہ وہان اس دن شکار

رنج بے حد پایا اور تکلیف سخت
دل ہوا گرمی سے شہ کا لخت لخت

وہان سے ہٹ کر شہ اُسی معمول پر
خدمت عارف مین آیا دوڑ کر

گر کے قدمون پر وہ اُس درویش کے
پاؤن پر بوسہ دیا سو صدق سے

آیا تھا گرمی مین گہبرایا ہوا
اس جگہہ آرام کچہہ اُس نے لیا

شدت گرمی تہی اور رہ کا تکان
کچہہ ہوا آسودہ شہ اس سے وہان

ایک طرف تکیہ لگا دیوار کا
جون مسافر تہکے غافل سو رہا

شاہ تنہا اور وہ عارف تہا وہان
خنجر سلطان نکل کر از میان

ننگی ہو شہ کے شکم پر گر پڑی
چاہا تھا اسکے شکم پر سے اٹھا
جاگ اٹھا اکبار گی شہ خواب سے
دوڑ کر جھٹ محل مین داخل ہوا
بولا غصہ سے کہ جھٹ آوے وزیر
اورکرے آ قتل اسکو بر ملا
کیا کیا تھا مین کہو اسکا برا
کیا نکوئی کا ہے بدلا یہ کہو
جو وزیر اس امر سے آگہ ہوا
کر کے اپنے لطف و احسان پر نظر
شاہ بولا تجکو بخشی اس کی جان
چھین کر اس سے یہ سب مال و منال
ہو ہے یہ صدق و وفائے اہل دول
مت ہو نازان لطف پر انکے کبھی
اعتقاد اہل دولت پر کبھی
ایک وہم بے حقیقت سے وہ شاہ
دشمن جان اس قدر اس کا ہوا
دل لگا اس شاہ سے بیوفا
دیکھکر کے سبکے وہ جرم و گناہ
چھوڑ دے جو ایسے شاہنشاہ کو
سو خطائین کر کے تو آوے جو پھر
مال دنیا کا بھی ہے بس بے وفا
جان سلامت اپنی عارف لے گیا

اور شہ مہربانی سے عارف نے بھی
اک طرف رکھدون ہے غافل یا دشنا
ڈر گیا شمشیر ننگی دیکھہ کے
پر غضب سے آگ کا شعلہ بنا
تا کرے درویش کو اسدم اسیر
تا کہ دیکھے فعل کی اپنے سزا
پاؤن پر رکھا تھا سر اسکے سدا
کھینچے خنجر جو ہمارے قتل کو
پڑھ کے استغفار یون شہ سی کہا
جان بخشی اس کی کرے نا مور
پر تجھے لازم ہے اس کو اس زمان
کر کے ننگا شہر سے باہر نکال
وہم سے بس صدق مین آیا خلل
دم مین ہون شیطان اور دم مین ولی
دل نہ دیجو کوئی اے میرے اخی
ہوگیا با ظن اسی عارف سے آہ
جس طرح بکری کا ہووے بھیڑیا
جو ہزارون جرم بخشے اور خطا
دے ہے روز ہی لطف سے شام و پگاہ
اس سے زیادہ بے وقوف اب کون ہے
خاص ہو درگاہ مین اس کی تو پھر
دل لگانا اس سے ہے بیشک خطا
کیونکہ دنیا پر نہ اس نے دل دیا

جو دغا کھاتا وہ اسکے مکر سے
قتل ہوتا ہاتھ سے سلطان کے

زیر تیغ بے دریغ شاہ دون
ہوتا عارف بے شبہ زار و زبون

کی تھی اُس نے احتیاط حد سے بڑا
مال دنیا پر نگی تھی کچھہ نظر

جان و تن اپنی سلامت لے گیا
مکر سے دنیائے دون کے وہ بچا

حیف ہے صد حیف اے غنا سلوک
ہو تو یون نازان بتعظیم ملوک

خاص لذت اُسکے جو وقت خطاب
ہے نہ آوے وہ ز صد خم شراب

شیخ اپنا شہ تجھے ہر دم کہے
یہ ندا سنکر کے تو مدہوش ہے

مست و مدہوش اس خطاب شہ سے ہے
ہر دم آگے شہ کے تو سجدہ کرے

پوجتا ہے گویا تو اُس شاہ کو
کچھہ نہیں کرتا ہے یاد اللہ کو

اللہ اللہ ہے یہ کیا اسلام و دین
شرک ہے یہ تو برب العلمین

جرعہ اک بحر قدم سے نوش کر
آیت لا تشرک کو پر گوش کر

ساقیا اب آ کہین مت دیر کر
دل مرا تجھہ بن ہوا زیر و زبر

عیش کے سامان سب موجود ہین
تجھہ بنا پر ساقیا نابود ہین

آ کہین دے بھر حق ایک بھر کے جام
عیش و عشرت جس سے ہو دلبر تمام

اس مین مذمت اُنکی ہے جو مضمون دنیا کے مین غرق ہین واسطے حظ بے بنیاد کے

کیا ہے دنیا منصب دنیائے دون
گرد مت جا اُسکے تو اے پرفنون

اس سے آلودہ کئے تو نے اگر
ہاتھ اور مُنہ اپنے اے نیکو سیر

روئے آسایش کو دیکھے گا تو جان
ایک سر مو ہے کہین اندر جہان

منصب دنیا نہین تو جانتا
ہے وہ کیا سن لے تو اب مجھسے ذرا

راہ حق سے دور جو تجھکو کرے
اور ڈالے کوئی فرقت مین تجھے

ہے یہی دنیا سمجھہ اے نیک تن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مایۂ بدنامی اسی کا نام ہے
سر بسر ناکامی اُس کا کام ہے

یہ نشان ہر لحظہ خاص و عام ہے   زہر کا پیالہ پلاتی ہے تجھے

واسطے اُس زہر کے تو دن اور رات   ہوگا تو کب تک خراب اے نیکذات

منصب دنیا ہے وہ جس نے دیا   خرمن دین کو تیرے بالکل جلا

منصب دنیا ہے وہ لے پر فنون   اس طرح جس نے کیا تجکو زبون

خوش ہے وہ مقبول جسنے یہان کہو   ہاتہ سے چہوڑا نہ اپنے دین کو

اور اس حلواؤ نان سے اے فتا   مونہ کو اپنے کچہہ نہین شیرین کیا

خوش ہے وہ دانا کہ جو یہان چہوڑکر   منصب دنیاے دون کو سر بسر

مار کر اس پر وہ اپنے پشت پا   خلد مین جون شاہ مردان کے گیا

مثنوی مین مولوی معنوی   نکتہ اک فرماتے ہین سن اے اخی

ترک دنیا گیر تا سلطان شوی   ورنہ ہمچون چرخ سرگردان شوی

چہوڑ دنیا کو کہ تا سلطان ہو تو   ورنہ مثل چرخ سرگردان ہو تو

زہر دارد در درون دنیا چو مار   گرچہ دارد از برون نقش و نگار

زہر این مار منقش قاتل است   میگریزد زو ہر آن کو عاقل است

زہر قاتل ہے یہ مار نفس دار   بہاگتے ہین اُس سے جو ہین ہوشیار

زین سبب فرمود شاہ اولیا   آن گزین اولیا و انبیا

اس سبب کہتے ہین شاہ اولیا   ہین وہ مقبول ولی و انبیا

حب دنیا راس کل خطیئۃٍ   ترک دنیا راس کل عبادۃ

حب دنیا سب خطاؤن کا ہے سر   ترک دنیا سر ہے ہر طاعت کا پر

چہوڑ دنیا کو جو تو ہشیار ہے   عاقلون پر جان یہ مردار ہے

پہلے تو تحصیل مین اُسکے تو یار   کہینچے محنت اور ذلت بے شمار

بعد اسکے چہوڑ کر پہر راہ لے   حسرت اور افسوس کو ہمراہ لے

اس مین اول تو ہزارون محنتین   اور آخر مین ہون حاصل حسرتین

اہل دنیا الغرض یہان اور وہان   محنت اور حسرت مین ہینگے بیگمان

یا الٰہی مجکو بھی بھر خدا — الفت دنیاے دون سے رکھہ بچا
حب منصب حب جاہ و حب مال — واسطے اپنے مرے دل سے نکال
حب مولا حب حق حب خدا — مجکو اب بھر محمدؐ کر عطا
غیر کی الفت سے کرکے مجکو دور — ہر دم ہر لحظہ تو رکھہ اپنے حضور

اس مین بیان ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ خلق کے بہلے برے کہنے پر خیال نکرے موافق حکم خدا و رسول کے کئے جاوے

گر تو چہوٹا خلق مین خلقت سے آب — بد زبان خلق سے چہٹتا ہے کب
کون ہے جو بد زبان سے ہو بچا — حق پرست ہو یا کہ ہووے خود نما
گو کہ ہو تجہمین کراماتین ہزار — اور ہو گہوڑے پہ گر تو بھی سوار
گر زمین سے آسمان تک تو اوڑے — پر نہ طعنہ خلق سے ہرگز بچے
کر سکے کوشش سے نالہ بند تو — پر نہ بند ہووے زبان عیب جو
جمع ہون اہل نفاق آپس مین جب — اہل تقوی کی بدی کرتے ہین سب
تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ — کہنے دے جو کچہہ کہے خلقت کو چہوڑ
چاہیے راضی ہو بندہ سے خدا — غیر کی راضی و نا راضی سے کیا
حق سے بد اندیش کب آگاہ ہے — خلق کی غوغا سے وہ بیراہ ہے
چہٹ سکے ہے اپنے کب تو اے ولی — گو کرے سو حیلہ اور از حد سعی
چہوڑتی ہے خلق کب پیچہا ترا — گرچہ تدبیرین کرے تو لاکہا
جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار — اختلاط خلق سے رکہتا ہے عار
یون کہین اسکو کہ ہے یہ مکر و ریو — آدمی سے بہاگتا ہے مثل دیو
اور جو ہووے خندہ رو و خوش ادا — اسکو کب جانے یہ نیک و پارسا
اور جو کوئی ہوئے غنی اور کامران — اسکو بولین ہین یہ فرعون زمان
اور جو کوئی مرد درویش نکو — فقر و فاقہ سے کوئی سختی مین ہو

یون کہین اُسکو جو یہ لاچار ہے
اور جو کوئی کامران تقدیر سے
خوش کہین کب تک ہو یہ گردن کشی
اور جو کوئی مفلس و مسکین فقیر
کہولین حق مین اسکے کینہ سے زبان
ہاتہ مین دیکہین جو نیرے کوئی کار
اور جو نے کاری کرے تو اختیار
اور جو توباتون ہو بولین تجہے
اور جو خاموشی کرے تو اختیار
اور کہین نامرد جو ہو مرد یار
اور دلیری مردمی گر تو کرے
اور کم کہاوین کرین طعنہ اوسے
اور جو خوش خوراک ہوان اور خوش لباس
بے تکلف ہو جو کوئی مال دار
اسکو یون طعنہ کرین یہ بے حیا
اور جو گہر اچہا بناوے نقش دار
اسکو دین طعنہ کہ اپنے کو جوان
جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بہر
بیٹہے ہے زن کی بغل مین یہ پڑا
اور کرین اہل سفر کو یون خطاب
ہے یہ صاحب نصیب ہوتا اگر
مرد بے زن کو کہین یون خودرو مین
اوکرے گر زن کوئی کہتے ہین یون

اسکی بدبختی کا یہ ادبار ہے
رتبۂ شاہی سے اپنے گر پڑے
ہو خوشی کے بعد آخر ناخوشی
تنگدستی سے وہ ہو جاوے امیر
ہے یہ دون پرور فرومایہ زبان
سمجہین تجکو بس حریص اور دنیا دار
سب گدا پیشہ کہین اور پختہ خوار
چق چق و بق بق سدا کرتا ہے یے
نقش دیواری کہین تجکو پکار
ڈرتا ہے ہر شخص سے تو زینہار
تجکو دیوانہ سمجہہ بہاگین پرے
مال اس کا ہے یہ اور دنکے لئے
تن شکم پرور کہین اسکو یہ ناس
یہ کہ زینت با تمیزون پر ہے عار
ہے یہ بد قسمت نہ پہنے اور نہ کہا
خوش لباس اور خوش وضع ہو باوقار
رکہتا ہے آراستہ مثل زنان
مرد اس کو کب کہین اہل سفر
کس طرح عقل و ہنر آوے بجا
بخت برگشتہ پہرے ہے یہ خراب
پہرتا کیون شہر و بشہر و دربدر
اسکے پہرنے سے ہے رنجیدہ زمین
پڑگیا دلدل مین سر سے ضر کے جون

گر کسی سے بردباری تو کرے — یہ کہین غیرت نہین ہے کچھ اسے
اور سخی کو یون کہین کر اہنو بس — ہاتھ تیرے ہون گے کل کو پیش و پس
ہو ہوا فارغ بنانِ خشک و دلق — رات دن کرتے ہین اسکو طعنہ خلق
باپ کے جون یہ بھی آخر سفلہ مرد — جائیگا دنیا سے با افسوس و درد
کون ہے جو زبان سے جو بچا — باخوشی گنج سلامت مین رہا
جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبی — دشمنون کی کیا حقیقت اور کی
ہے خدا بے مثل بے انباز و جفت — کیا کہا ترسانے اُسکو اے شگفت
جورو اور بیٹا مقرر کر دیا — مریم و عیسے کو اسکا برملا
پاک ہے وہ ذات اوراز زوجہ و لد — لم یلد ولم یولد اللہ والصمد
کب چھٹے کوئی کسی کے ہاتھ سے — مبتلا کو صبر ہر دم چاہیے
کب کوئی یہان جور مردم سے بچا — نیک ہو یا بد بُرا ہو یا بھلا
کہنے سنے خلق پر مت کر دھیان — صبر کرکے مجھہ سے سن یہ داستان
گر سنے تو دل سے یہ میرا بیان — خلق کے ہاتھون سے جب پاوے امان

حکایت بوڑھے مرد بیوقوف کی

ایک بوڑھا مرد تھا بس بے شعور — عقل کے غم سے تھا وہ جینے سے دور
ناگہان عزم سفر آیا اُسے — اپنے بیٹے کو چلا ہمراہ لے
ایک گھوڑی پاس تھی اس پیر کے — ہو سوار اوس پر کیا رستہ کو طے
تھا پسر اُسکا پیادہ در رکاب — ہر دو باہم در کلام و در خطاب
مل گئی جو ایک گروہ رہ روان — یہ کہا سب نے کہ اے بوڑھے میان
خود سوار ہوکر کے طے راہ کو — رحم بیٹے پر نہین کرتا ہے تو
باری باری چاہیے ہونا سوار — تا نہو تو اور بیٹا تھک کے زار
پیر نے یہ بات جو اُن سے سنی — الفت پدری نے دل مین جوش کی
کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار — خود پیادہ ہو لیا زار و نزار

سامنے سے ایک گروہ اور آ گئی
دیکھ اس کو مارنے طعنہ لگی

یہ عجب بوڑہا ہے بے عقل و شعور
ہے یہ خبطی یا کہ مجنون بالضرور

طفل کو بے عذر راکب کر دیا
خود ضعیفی مین پیادہ ہو لیا

راہ طے آسان کرے طفل اور جوان
پیر ہو ایک کوس مین بس ناتوان

یہ نصیحت جو سنی اس پیر نے
طعنہ پہلون کا بھی یاد آیا اوسے

کرکے دونون قول کے برعکس کار
ایک گھوڑے پر ہوئے دونو سوار

سوچے یون گھوڑے کو تکلیف دین
تاکہ پھر طعنہ سے اور دن کے بچین

اتنے مین اور ایک جماعت آگئی
جھٹ ملامت پیر کو کرنے لگی

اے ستمگر رحم کر بے زبان
بوڑہا ہو کے تو ذرا ہو مہربان

چاہیے ایک اسپہ ہووے اب سوار
رکھا اس عاجز پہ تو نے دوگا بار

یہ ستم اس بے زبان پر ہو روا
گرچہ حیوان پر ہے مخلوق خدا

شکر کر حق کا سواری تجکو دی
مہربانی کر تو اسپ اے اخی

جو سنا بوڑہے نے یہ ان سے بغور
دل مین کی نادانی سے تدبیر اور

یعنے دونو پھر تو گھوڑے سے اتر
پا پیادہ ہو لئے بھر سفر

گرتے پڑتے جاتے دونو اپنے دیش
اور گھوڑی جاتی خالی پیش پیش

اور ایک فرقہ ملا آکر براہ
دیکھا اس بوڑہے کو باحال تباہ

مرتا پڑتا جا ہے آپ اور وہ پسر
اسپ بھی ہمراہ ہے کوتل مگر

ہے سواری ساتھ موجود انکے
مین پیادہ دونون اور خستہ جگر

پہلے تو اس کے بڑہاپے پر ہنسے
بعدہ پھر اسکو یون کہنے لگے

کیون نہین ہوتا سواری پر سوار
تا نہون محنت سے پاتے فگار

حیف ہے ہوتی سواری چھوڑ کر
رنج رکھا اپنے اور بیٹے کے سر

تجھسا نادان کوئی عالم مین نہین
نے سنا ہے اور نہ دیکھا ہے کہین

اولٹے ہون سب کام جب آوے قضا
عقل و ہوش و فکر سب ہووین فنا

عقل کامل کو ہو حاصل خیرگی / فہم روشن پر ہو مائل تیرگی
پیر مرد القصہ حیران ہی رہا / اور رہبر ہی ہوئے مثل ہوا
جاکے منزل پر کیا سب نے مقام / وہ رہا رہ مین پڑا با عقل خام
گر نہ سنتا یہ کبھی قول فضول / راہ چلتا بے ملامت وہ ملول
جو کیا ہر قول پر اُسنے عمل / راہ چلنے مین پڑا اُسکے خلل
رکھتا ہے ہر کام مین جو اشتغال / کام مین موئے کے ہون پہر قیل وقال
لغو سے بچتی ہے کب خلق خدا / آپ کو امداد توان سے بچا
خلق کے اچھے برے کہنے سے تو / رنج وغم مین ڈال مت بس آپکو
کہنے سُننے پر نکر ان کے خیال / کام کر راضی ہو جس سے ذوالجلال
نیک اور بد پر نکر اُنکے نظر / کام کا جو کام ہے وہ کام کر
ساقیا آ کھو غم دنیا و دین / اس سے اُس سے تا مین ہون فارغ کہین
ہو نہ دنیا مین خیال اکتساب / اور نہ عقبے مین غم اجر وثواب
شغل ہو ہر دم خیال یار سے / بیخبر ہون اپنے کار و بار سے
ہون مین یوں اندر خیال عشق یار / غیر استغراق کے ہو کچہہ نہ کار

اس مین بیان ہے خاموشی کا جو بہتر ہے سب خوبیون اور عادتون انسان کی سے

کیا ہے دنیا جان اے صاحب کمال / یہ جو ہے بے حال تیری قیل وقال
کہول کان اور لب کو بند کر از مقال / ہفتہ ہفتہ ماہ وماہ و سال وسال
کر تو خاموشی کی عادت اختیار / جس سے ہو جاوے ترا دل ہوشیار
ہووے بعض گفتگوے نیک پے / ہوکے وہ زنار گردن مین پڑے
خوش نصیب ہوتے ہین مردان خدا / بند رکھتے ہین زبان اپنی سدا
کر کے خاموشی بہت سی اختیار / کرتے ہین دل سے وہ یاد کردگار

خاموشی بس ہے مثال اہل حال | گر بلاوین تو وہ ہو جاتے ہین لال
بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جوان | تا خموشی ہو تری نطق و بیان
یون رہیگا کب تلک اے بیفروغ | تو گرفتار دروغ اندر دروغ
ہوش مین آ اب بھی تو بہر خدا | آپ کو گفتار باطل سے بچا
بیٹھ کر خاموش مجھہ پاس ای جوان | کان دل سے سُن ذرا یہ داستان
تا کہ ہو معلوم تجکو زینہار | فائدہ اور نقص خاموشی کا یار

حکایت تمثیل

تھا کہین اک بادشاہ عالیجناب | اک بیٹا اُسکے تھا نائب مناب
شاہ چاہے تھا کہ ہو یہ ذو فنون | تا ولیعہد اُسکو مین اپنا کرون
ایک معلم با ہنر تعلیم کو | کر دیا شہ نے مقرر نیک خو
تا کہ اُس سے سیکھ لے بیٹا ضرور | ہر طرح کے علم و فن اے باشعور
چند عرصہ مین غرض اُسکا پسر | عالم و فاضل ہوا باکر و فر
حل معلومات مجہولات کے | بحث منقولات و معقولات کے
عقل کامل جو کرے کسب کمال | ذو فنون دہر ہووے لا محال
چند برسون مین غرض اے نیکنام | ہو گئی تحصیل اوسکی اختتام
دیکھکر فضل و کمال اُسکا تمام | کرتا تھا سو آفرین ہر خاص و عام
لیک وہ شہزادۂ والا حسب | رکھتا تھا ہر گفتگو سے بند لب
وصف خاموشی کا تھا اُسنے پڑھا | اس لئے خاموش رہتا تھا سدا
علم سے دل پُر تھا لب خاموش تھا | مثل دریا زیر لب در جوش تھا
بادشہ نے جو کمال اُس کا سنا | پاس اپنے جھٹ لیا اُسکو بلا
سامنے اپنے بٹھا کر باخوشی | گفتگو کرنے لگا ہر طرح کی
وہ پسر خاموش تھا اندر جواب | سنتا تھا سب کچھہ صواب و نا صواب
بادشاہ اس بات سے حیران ہوا | اور معلم کو بلا کر یون کہا

کر بیان باعث ہے کیا اے باہنر　رہتا ہے خاموش کیون میرا پسر

عرض کی اُسنے کہ جسدن سے شہا　وصف خاموشی کا اُسنے پڑہ لیا

ہوگیا خاموش جب سے یہ پسر　کچھہ نہین اچھی بُری کہتا خبر

شاہ نے اُسپر معین کردئے　چند مردم تا سخن اُس کا سنے

کہدیا سبکو یہ جب بولے کلام　پاس میرے لاؤ اُسکو والسلام

الغرض ایک دن گیا شاہِ جہان　دشت مین بہر شکار وحشیان

تھا پسر ہمراہ گھوڑے پر سوار　اور شہ جنگل مین مشغول شکار

صیدگہہ مین ایک تیتر تھا نہان　چھوڑا اُسکو شہ ہوا آگے روان

ناگہان بولا وہ تیتر ایک بار　شاہ نے جھٹ کر لیا اُسکا شکار

شاہزادہ دیکھکر یہ ماجرا　ہنس پڑا اور یون ندیمون سے کہا

جو یہ اسدم جانور رہتا خموش　بند کرتا لب نہ کرتا کچھہ خروش

صید کب ہوتا نہ یہ گر بولتا　کھولا جو لب ایک دم مین سر دیا

گر نہ اسدم بولتا یہہ جانور　قطع کیون ہوتا اب اسکا تن سے سر

جاکے جاسوسون نے یہ دی شہ کو خبر　ہو مبارک آپ کا بولا پسر

شاہ نے خوش ہو باکرام تمام　سامنے اُسکو بلایا لا کلام

یون کہا شہ نے پسر سے میری جان　جو کہا تھا تو نے کر مجھہ سے بیان

ہو پشیمان اُس سخن سے وہ پسر　رہ گیا خاموش لب کو بند کر

شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی　شاہزادہ پر نہ کچھہ بولا اخی

غصہ سے بولا وہ شاہ بیخبر　مارو اسکو تازیانہ بے شمر

اُس پسر نے پھر ندیمون سے کہا　کیا یہ تم باتین بناتے ہو سدا

ایک دفعہ وہ جانور بولا تھا وہان　قطع سر اُسکا ہوا اور مین یہان

ایک سخن کہنے سے یہ پائی سزا　اے سخن گو ڈر تو از روز جزا

ایک سخن کہنے سے دیکھو یہ غضب　تازیانہ تن پہ سو کہائین ہین اب

چق چق و بق بق مین جو رہتے یہان — دیکھئے کیا حال ہو اُن کا وہان
تو بھی اے امداد با ہوش رہ — سو حکایت گر سنے خاموش رہ
خاموشی کا ہے قلعہ مضبوط تر — صاحب اس قلعہ کا رہتا ہے نڈر
کیونکہ اس عالم مین ہین سود و زیان — ہو زبان سے آفتین اکثر یہان
تا دم آخر زاول دم مزن — از دم خود کار خود برہم مزن
ساقیا آ ہے کہان تیرا خیال — بیقراری ہے یہان مجکو کمال
آ کہین دے خم کے خم مونہ سی لگا — جرعہ جرعہ دیکے ترساتا ہے کیا
خم سے بھی تسکین ہو شاید محال — آج قفل میکدے کو توڑ ڈال

اس مین مذمت اور برائی اُن لوگون کی ہے کہ مشابہت رکھتے ہین ظاہر مین ساتھ فقرا کے اور باطن پردہ اشقیا سے ہین

کیا ہے دنیا یہ تیرا اعمال ہے — جبہ پشمین ردا رشال ہے
یہ مقام فقر خورشید اقتباس — ہووے کب حاصل کسیکو در لباس
اس ردا و جبہ پر تیرے اخی — مجکو یاد آئی دو بیت مثنوی
ظاہرت چون گور کافر پر خلل — واندرون قہر خدا عز و جل
از برون طعنہ زنی بر بایزید — واز درونت ننگ میدارد یزید
ہے تیرا ظاہر خباثت سے بھرا — جسطرح ہو گور کافر پُر بلا
اور تیرا اندرونہ اے پسر — ہے بھرا قہر خدا سے سر بسر
رکھتا ہے ظاہر سے تو طعنہ سدا — بایزید پاک پر اے بے حیا
اور باطن سے تیرے جان اے پلید — سو حیا اور ننگ رکھتا ہے یزید
حسن ریا کو آپ سے کرکے بعید — پاک لوگون کا طریقہ اے پلید

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ تنگ مین سے بایزید — جاتے تھے اتنے مین ایک کتا پلید

ناگہان ان کے برابر آ گیا
جان چک کتے نے کہولے اپنے لب
اپنے دامن کو بچا پاکس سے لئے
خشک ہون گر مین تو ہے کپڑا بھی پاک
اور جو دیکہے اپنے اندر غور کر
سات دریاؤن سے بہی دہووے اگر
یہ لگے کتے سے کہنے با نیاز
آکرین آپس مین ہم تم دوستی
عرض کی کتے نے اے سلطان دین
مین ہون مردود اور تو مقبول ہے
دیکہتا ہے مجکو جو کوئی بشر
اور تجہے جو دیکہتے ہین خاص وعام
اور یہ ظاہر ہے کہ مین رکہتا نہین
اور تجہہ پاس ایک مٹکا ہے بھرا
مجہہ مین تجہہ مین دوستی کسطرح ہو
رو پڑے سنکر کے یہ وہ پاک سن
آہ کیون کر ہون گا پھر مین بے خلل
پاک لوگون کا تو ایسا حال ہے
میری ثانی کوئی عالم مین نہین
اور حقیقت مین ہے یہ حال آپکا
دست بر تسبیح در دل گاؤ خر
ہاتہ مین تسبیح دل مین گاؤ خر
ہاتہ سے تسبیح کو تو دور کر

اپنے دامن کو لیا اس سے بچا
عرض کی اسنے کہ اے مقبول رب
مجہسے اب اسکا سبب سن لیجئے
اور جو تر ہون تو ہو دہونے سے پاک
وہ جنابت تجہمین ہے اے باخبر
پاک کب ہو اس سے نواے بہرہ ور
تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید
خوب گذرے گی باہم میری تری
دوستی کے مین تیری قابل نہین
تیری میری اب بھلا کیونکر بنے
دور سے مارے ہے پتھر بے خطر
کرتے ہین تعظیم بے حد اور سلام
کچھہ ذخیرہ وقت اگلے کا کہین
آرد گندم کا اے مرد خدا
مین پلید اور تو ہے پاک اے نیک خو
وائے مین کتے کے بھی قابل نہین
قابل درگاہ حضرت لم یزل
اور یون تیرا خبیث اب حال ہے
عالم و زاہد و ولی اور پاک دین
جس سے شیطان بھی امان چاہے سدا
این چنین تسبیح کے دارد اثر
ایسی کب تسبیح رکہتی ہے اثر
ذکر دلبر سے تو دل معمور کر

پھونکدے اس جبۂ ناپاک کو
اور عصا و شانہ و مسواک کو
ظاہر اور باطن ترا گر ایک ہو
پاوے بیشک جب تو حق کی راہ کو
مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر
تیرا ہو جاوے جہنم مین مقر
تو بھی اے امداد اب حق کے لئے
بے خودی مین اب خودی کو چھوڑدے
ہے خودی مین جب تلک بیخود ہے تو
ہو تو بیخود پھر تو خود ہے ہو بہو
خود ہے تو کس کی کرے ہے جستجو
تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ تو
آپ کو اپنے مین اول دیکھ لے
غیر کو کر ترک مل اُس یار سے
معرفت پیداست از عرفانِ خویش
گر شناسی خویش را گشتی زخویش
ساقیا دہ بے خودی کا جام دے
جس سے مین آپنے مین آؤں آپ سے
آپ کھو کر محو ہون در حسن یار
محو اندر محو ہون مین زینہار
نام مین و رسم و آثار اپنا سب
ہو فنا اندر فنا ایک لخت اب

اس مین بیان ہے کہ خدائیتعالی کو صرف خدائی کیواسطے پوجے نہ طمع جنت کے لیے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہے دنیا جان اے نیکو سرشت
یہ عبادت ہے تری بھر بہشت
ہے یہی نزدیک اہل دل مقر
دین گھٹانا جان تو اے بھرور
یعنے مزدوری عبادت پر یہان
مانگتا ہے حق تعالی سے دہان
جا حدیث ما عبدتک لے پسر
تو کلام مرتضے سے یاد کر
یعنے فرماتے ہین یون شاہ علی
عاشق حق نائب حضرت بنی
اے خدائے خالق ہر دو جہان
ہے تو ہی مطلوب مجکو ہر زمان
پوجتا ہون اب نہ تجکو اس لئے
طمع جنت یا نہ خوف نار سے
پوجتا ہون تجکو تیرے واسطے
ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے
جب نپایا مین کہین تیرے سوا
پوجنے کے لائق اے میرے خدا

بس مین پوجا تجکو یکتا جان کر ... غیر کی الفت کو کی دل سے بدر
لیتے ہی طاعت پر اجرت یہ گروہ ... رکہتی ہے اجرت کی طاعت پر سکوہ
آرزو اجرت کی عملون پر اگر ... رکہتا ہے تو ہی یہ گمراہی بشر
واسطے حق کے ہے کب اے پر خلل ... طمع اجرت کے لئے ہے یہ عمل
یاد آئی اک مثال اسپر مجہے ... ہوش کر کے سن تو اسکو غور سے

حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی

کہتے ہین ایک شخص نے محمود کو ... یہ دیا طعنہ کہ اے شاہ نکو
ہے ایاز ایسا نہ کچھہ صاحب جمال ... جسپہ تو عاشق ہے یون اب باکمال
سنتے ہی اسبات کے محمود شاہ ... اس سے یون کہنے لگا اے نیک راہ
اُس کی خوے نیک پر ہون مین فدا ... اور نہ عاشق اُسکے رنگ و روپ کا
نقل ہے ایک دن کہ جاتا تہا وہ شاہ ... ایک کوچہ تنگ کو باعز و جاہ
ساتہ اُسکے تھے جواہر سے بہرے ... چند ایک صندوق اونٹون پر دھرے
اتفاقاً کہا کے ٹھوکر ایک شتر ... اُس گلی مین گر پڑا اے بہرہ ور
گرتے ہی اُس اونٹ کے ای نیک پے ... ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے صندوق کے
ہو گئے یک لخت وہان اُس سے بدر ... لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر
دیکھکر اُس حال کو محمود شاہ ... لوٹنے کا حکم دے کر چلدیا
سنتے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے ... یک بیک سب لوٹنے پر گر پڑے
چہوڑ شہ کو سب کے سب پیادہ سوار ... لوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار
اور رہا ہمراہ نہ کوئی شاہ کے ... رہ گیا پر ایک ایاز اے نیک پے
دیکھکر سلطان بولا اے ایاز ... تو نے بہی لوٹا ہے کہ مجہہ سے تو راز
عرض کی اُسنے کہ اے سلطان مین ... جسکی سب نعمت اُسے لاتا ہون نہین
دور ہو کر اب تیری خدمت سے مین ... کچھہ نہین حاصل کیا نعمت سے مین
قربت سلطان ہو حاصل جسے ... چہوڑ اُس کو پہر وہ کیون نعمت کو لے

ہے طریقت کے خلاف اب یہ کہ یار
غیر حق کو حق سے مانگے زینہار

اس سے زیادہ کون ہے بس بے ادب
جو سوا حق کے کرے حق کی طلب

نفس پرور ہے جو رکھتے کچھہ نظر
دوست سے جو دوست کے احسان پر

تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار
واسطے حق کے ہے کب اے نابکار

نفس کی خواہش سے کرتا ہے ضرور
یعنی بہر جنت و حور و قصور

خواہشات نفس ہین یہ سبکی سب
زہد کے پردہ مین کرتا ہے طلب

کہتا ہے پوجون ہون مین اللہ کو
خواہشات نفسکو پوجے ہے تو

اجر عابد چاہے طاعت پر اگر
ہے وہ طاعت گر سمجھہ اے بیخبر

اجر پر کب تک ہے تو امیدوار
بہتر اس سے اجر کیا چاہیگا یار

اس نے فضل و لطف سے تجکو بنا
اپنے خدمت کے لئے پیدا کیا

باوجود آلودگی کے قد ترا
اپنی قدرت سے مزین کردیا

اور اس قدر پر تیری اے نیک پے
خلعت عرفان کیا آراستے

ساقیا آوے وہ جام بے قرار
جس سے ہون مین محو اندر روے یار

ہون مین یون دنیا کے دون سے بیخبر
نے امید خلد نے خوف سقر

خلد اپنے مظہر لطف و جمال
دوزخ ہم کو ہے ظہورات جلال

اس میں بیان ہے شوق چھوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرف شراب طہور کے مراد اس سے محبت الٰہی ہے

عمر ضایع اور قضا میری ہوئی
اے ندیم اب بہر حق اٹھہ تو سہی

تاکہ پہچانوں مین اپنے وقت کو
رایگان گذرا ہے جو اے نیک خو

کر عطا بہر خدا ایک بھر کے جام
اس شراب پاک سے اے نیک نام

ہے خوشی کے درد کی بے شک کلید
اس سے مت رکھہ بہر حق مجکو بعید

اور رہا کر ساقیا ارواح کو
قید سے رنج و الم کے جلد تو

اور چھوڑا جلدی خدا کے واسطے ۔ تن بدن کو رنج و غم کی قید سے
اس خراب آباد ویران مین مرا ۔ خانقاه و مدرسه سے دل اوٹھا
نے تو مجکو نفع خلوت سے ملا ۔ اور نہ کچھہ اب سیر سے حاصل ہوا
دیر و کعبہ مین پھرا سر مارتا ۔ نے ملا مقصود دل کا کچھہ بتا
اب بہت بے چین ہون مین ساقیا ۔ ہو میری مشکل کا تو مشکل کشا
بس شراب بےخودی مجکو پلا ۔ قید سے تا یہان کی دل چہوٹے مرا
وہ جو عالم ہے اس عالم کے سوا ۔ ہے وہی درکار مجکو ساقیا
ایک عالم چاہون اس عالم سے اور ۔ ہو نرالا اس سے اس عالم کا طور
تاکہ ہون مقصود دل سے بہرہ ور ۔ خاک ڈالون ہستی موہوم پر
آہ و نالہ شور و غل ایسا کرون ۔ خلق مین ایک حشر سا برپا کرون
وہ شراب اب ساقیا مجکو تو دے ۔ استخوان کہنہ کو جو زندہ کرے
آتش موسیٰ سے ایک شعلہ ہے یار ۔ اُس شرار پاک کا نور آشکار
طور ہے اُس نور کا سینہ میرا ۔ خم ہے اُسکا قلب اپنا اے فتا
پس پلا کر کے وہ مجکو شراب ۔ جس سے ہٹ آوے وہ پھر عہد شباب
ہو وہ ایسی جو پیئ اُس سے ذرا ۔ دو جہان کی قید سے وہ ہو رہا
اٹھہ کہین بھر خدا ہو جلوہ گر ۔ صبح ہونی آئی اب مت دیر کر
ماہ بھی اور سب ستارے چھپ گئے ۔ اور صدائیں مرغ بھی کرنے لگے
مطربا کچھہ کہ یہ میری بقا ۔ رائگان گذری ہے در رنج و عنا
عیش ہے بے عیش میرا مطربا ۔ بے غنا کے کچھہ غنا مجکو سنا
کر بیان کچھہ یار کی باتون سے آ ۔ دل میرا اُس بن ہے غم مین مبتلا
دور کر مجھہ سے اب ایام فراق ۔ ہو گئی طاقت میری دوری سے طاق
با دف و نے سے تو اٹھکر مطربا ۔ مجکو اشعار عرب سے کچھہ سنا
تاکہ ہون ہم پر یہ سب لئے نیکنام ۔ عیش و عشرت حظ و کیفیت تمام

آہ کب تک مین کرون آہ و فغان
آہ واویلہ دریغا حسرتا
پھر سنا مجکو وہ نظم مستطاب
عمر سب گذری میری در قیل و قال
مطربا اب پھر حق اٹھہ تو سہی
پھر کوئی شعر عجم مجکو سنا
اور کہہ کوئی تو بیت مثنوی
بشنو از نے چون حکایت میکند
مثنوی از نی لبشنو از صاحب نفس
نے سے مت سن تو صاحب نفس سے
ہو مخاطب اٹھہ کہین اے بہرہ ور
وہ کوئی نغمہ سنا اے نیک خو
دل مرا غافل ہے اپنے حال سے
مبتلا ہن مین پڑا ہے قس او پر
اور کہتا ہے کہ ہوا اس سے سوا
سر بسر گمرہ ہوا اے نیک خو
ہے مئے غفلت سے مدہوش اسقدر
ایک مدت گذری ہے اسکے تئین
قہقہا مارے ہین کافر برلا
اب بھی لے امداد تو بہر خدا
غیر دلبر کو تو دل سے دور کر
ماسوا دلبر کے دل مین ہے جو شے
یعنے یہ حرص و ہوا و حب غیر

ایک بھی سنتا نہین وہ جان جہان
حسرتا صد حسرتا صد حسرتا
جو کبھی تھی مین درایام شباب
اپنی غفلت سے ہوا مین پائمال
کچھہ بھی اب طاقت نہین مجکو رہی
تاکہ دل قید الم سے ہو رہا
از حکیم مولوی معنوی
وز جدائیہا شکایت میکند
کز جمادی نالہ نشنید است کس
کیونکہ جامد سے کوئی نالہ سنے
سب زبان سے تو مجھے آگاہ کر
خواب و خور سے تاکہ دل بیدار ہو
ہے سدا مشغول قیل و قال سے
جہل سے بھی اپنے قائل ہے مگر
یعنے پا مین بیڑی حرص و ہوا
اپنی گمراہی سے بھولا راہ کو
آپ کی بھی کچھہ نہین رکھتا خبر
ہے یہ بت خانہ مین یون گوشہ نشین
دین اور اسلام پر اُس کے سدا
خواب غفلت سے ذرا تو چونک جا
جلوۂ دلبر سے دل معمور کر
ہے وہی معبود تیرا جان کے
سب یہ بت خانہ تیرے مین اور دیر

ہو سکے جتنا انہین دل سے نکال | اپنے دلبر سے تو پھر ہو ہم مقال

دل مین جب تک تیرے ہے غیر ہے | مل نہیں سکتا تو اپنے یار سے

غیر سے ہے بیر اُسکو اے جوان | غیر ہو جس گھر مین وہ اُس جا کہاں

غیر سے تو گھر کو خالی جلد کر | نور دلبر تا ہو اس مین جلوہ گر

ہو کہ تو خاموش قیل و قال سے | ہو خبردار اب تو اپنے یار سے

الغرض امداد تو اپنی کتاب | ختم کر واللہ اعلم بالصواب

سال ہجری بھی ہوے جب ختم یار | یکھزار و صد و شصت و چہار

جب ہوئی یہ مثنوی یارو تمام | رکھدیا اسکا غذاء روح نام

خاتمۃ الکتاب

بعد اسکے سن تو اے ایدوستان | کردیا ہے یہ جو کچھ مین نے بیان

شاعری سے مجکو کچھ بہرہ نہین | علم نظم و نثر بھی رکھتا نہین

چاہیے مقصود دل اس یار سے | ہے نہ مطلب خوبی اشعار سے

شاعری سے کچھ نہین ہے مجکو کام | چاہتا ہون یہ کہ ہو جا فیض عام

سنکے یہ زیادہ ہو عشق عاشقان | اور ہو جا دور فسق فاسقان

شاعرون سے کچھ نہین ہے التجا | عرض ہے اہل صفا سے یہ ذرا

جو کہ دیکھین اس مین کچھ سہو و خطا | دین بنا اپنے کرم سے بر ملا

کرکے اپنے لطف و احسان پر نظر | اس مین دین اصلاح بے خوف و خطر

تمت

مختصر فہرست کتب مناسب کتاب ہذا

کتب تصانیف حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

- ارشاد مرشد مجتبائی — ۰ر
- تصفیۃ القلوب ترجمہ اُردو ضیاء القلوب مجتبائی — ۴ر
- تحفۃ العشاق مجتبائی — ۱۰ر
- جہاد اکبر مجتبائی — ۱ر
- رسالہ درد غمناک مجتبائی — ۰ر
- ضیاء القلوب مجتبائی — ۳ر
- غذائے روح مجتبائی — ۳ر
- گلزار معرفت اُردو منظوم — ۲ر
- فیصلہ ہفت مسئلہ معہ ضمیمہ از مولانا اشرف علی صاحب مجتبائی — ۱ر
- کلیات امدادیہ جسمین کل رسائل آپکے یکجائی جمع کئے گئے ہین دیکھنے کے قابل ہین مجتبائی۔ — ۱۰ر
- نالہ امداد غریب — ۰ر
- آداب المصلین مجتبائی فقہ کا اردو عام فہم رسالہ۔ اسمین نجاست طہارت وضو غسل تیمم۔ نماز پنجگانہ جمعہ۔ عیدین کے ضروری مسائل مفصل حال کی زبان کے موافق کتب معتبرہ سے منتخب کرکے لکھے ہین — ۲ر

کتب تصانیف مولانا قاری حافظ محمد اشرف علی صاحب تھانوی

- مثنوی زیر و بم مثنوی مولانا روم کی طرز پر ایک حکایت اور جابجا نکات تصوف۔ — ۴ر
- الاکسیر ترجمہ تنویر۔ تحقیق مسئلہ تقدیر — ۶ر
- فروع الایمان۔ ایمان کی شاخین — ۲ر
- سبق الغایات عربی مجتبائی ربط آیات — ۸ر
- اعمال قرآنی۔ مجتبائی — ۰ر
- کرامات امدادیہ — ۴ر
- مکتوبات امدادیہ — ۲ر
- حق السماع در تحقیق جواز و عدم جواز سماع — ۱ر
- صفائی معاملات ضروری احکام روزمرہ کی داد و ستد — ۱ر
- اصلاح الخیال جدید تعلیم یافتون کے شبہات کا جواب۔ — ۲ر
- علاج القحط والوباء قحط اور وبا کے شرعی اسباب و علاج — ۵ر
- طریقہ مولد شریف اصلاح الرسوم کی ایک فصل ہے — ۱ر
- حفظ الایمان۔ چند ضروری مسائل کا جواب۔ — ۱ر
- تعلیم الدین۔ معاش اور — ۲ر

دیگر کتب

- معاد کے طریقے از احادیث بہت مفید — ۶ر
- اصلاح الرسوم۔ رسوم مروجہ زمانہ کی تحقیق جواز و ناجواز۔ — ۳ر
- اوراد رحمانی و اذکار سبحانی۔ مجتبائی فضائل تسبیح و تحمید و تکبیر — ۳ر
- سائنس اور اسلام — ۴
- رونمائے مثنوی — ۰ر
- ایضاً کاغذ ولایتی — ۱ر
- تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی۔ اسکے ساتھ حسب ذیل رسائل ہین۔ تقویۃ الایمان۔ تذکیر الاخوان فتوی دربارہ تقویۃ الایمان دربارہ علم غیب ترجمہ اُردو و عقائد نامہ شیخ عبد الحق منظوم۔ حارق الاشرار سعادت دارین۔ در رد شرک و بدعت خط مولوی محمد اسمعیل شہید۔ — ۹ر
- رفاہ المسلمین ترجمہ اُردو رسائل اربعین از مولانا محمد اسحق مسائل ضروری حالات ولادت سے تا وفات جو کچھ کرنا چاہیے سب بصراحت لکھے ہین مطبوعہ مجتبائی۔ — ۱
- (قیمت) — ۳ر

ان کے علاوہ بھی ہر قسم کی کتابین مطبع مجتبائی دہلی سے ملینگی۔